بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم — وعلٰی عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 47 — شمارہ 30

ہفت روزہ

بدر
قادیان

The Weekly **BADR** Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal
Registration
No:p/GDP-23

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک 10 پونڈ
یا 20 ڈالر امریکن

28 ربیع الاول 1419 ہجری 23 وفا 1377 ہش 23 جولائی 98ء

لنڈن ۱۷؍ جولائی ۹۸ء (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہیں۔ الحمد للہ۔ آج حضور انور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور ساری دنیا کے احمدی احباب کو مالی قربانیوں کا معاملہ خدا تعالیٰ سے صاف رکھنے اور اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی نصیحت فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔ اللھم اید امامنا بروح القدس۔

مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

"خداوند کریم نے اُسی رسول مقبول کی متابعت اور محبت کی برکت سے اور اپنے پاک کلام کی پیروی کی تاثیر سے اِس خاکسار کو اپنے مخاطبات سے خاص کیا ہے اور علوم لدنیہ سے سرفراز فرمایا ہے۔ اور بہت سے اسرار مخفیہ سے اطلاع بخشی ہے اور بہت سے حقائق اور معارف سے اس ناچیز کے سینہ کو پر کر دیا ہے اور بارہا بتلا دیا ہے کہ یہ سب عطیات اور عنایات اور یہ سب تفضلات اور احسانات اور یہ سب تلطفات اور توجہات اور یہ سب انعامات اور تائیدات اور یہ سب مکالمات اور مخاطبات بیمن متابعت و محبت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

جمال ہم نشین در من اثر کرد
دگر نہ من ہماں خاکم کہ ہستم"

(براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۳ حاشیہ نمبر ۱۱)

"خدا تعالیٰ اس بات کو جانتا ہے اور وہ ہر ایک امر پر بہتر گواہ ہے کہ وہ چیز جو اس کی راہ میں مجھے سب سے پہلے دی گئی وہ قلب سلیم تھا یعنی ایسا دل کہ حقیقی تعلق اس کا بجز خدائے عزوجل کے کسی چیز کے ساتھ نہ تھا۔ میں کسی زمانہ میں جوان تھا اور اب بوڑھا ہوا مگر میں نے کسی حصہ عمر میں بجز خدائے عزوجل کسی کے ساتھ اپنا حقیقی تعلق نہ پایا ۔۔۔۔ اور اس تپش محبت کی وجہ سے میں ہرگز کسی ایسے مذہب پر راضی نہیں ہوا جس کے عقائد خدا تعالیٰ کی عظمت اور وحدانیت کے برخلاف تھے یا کسی قسم کی توہین کو مستلزم تھے یہی وجہ ہے کہ عیسائی مذہب مجھے پسند نہ آیا کیونکہ اس کے ہر ایک قدم میں خدائے عزوجل کی توہین ہے۔۔۔۔ اسی طرح ہندو مذہب جس کی ایک شاخ آریہ مذہب ہے وہ سچائی کی حالت سے بالکل گرا ہوا ہے۔ ان کے نزدیک اس جہان کا ذرہ ذرہ قدیم ہے جن کا کوئی پیدا کرنے والا نہیں۔ پس ہندوؤں کو اس خدا پر ایمان نہیں جس کے بغیر کوئی چیز ظہور میں نہیں آئی اور جس کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔

۔۔۔۔۔۔۔ غرض میں نے خوب غور سے دیکھا کہ یہ دونوں مذاہب راستبازی کے مخالف ہیں اور خدا تعالیٰ کی راہ میں جس قدر ان مذاہب میں روکیں اور نومیدی پائی جاتی ہے میں سب کو اس رسالہ میں لکھ نہیں سکتا صرف بطور خلاصہ لکھتا ہوں کہ وہ خدا جس کو پاک روحیں تلاش کرتی ہیں اور جس کو پانے سے انسان اسی زندگی میں نجات پا سکتا ہے اور اس پر انوار الٰہی کے دروازے کھل سکتے ہیں اور اس کی کامل معرفت کے ذریعہ سے کامل محبت پیدا ہو سکتی ہے اُس خدا کی طرف یہ دونوں مذہب رہبری نہیں کرتے اور ہلاکت کے گڑھے میں ڈالتے ہیں۔ ایسا ہی ان کے مشابہ دنیا میں اور مذاہب بھی پائے جاتے ہیں مگر یہ سب مذاہب خدائے واحد لاشریک تک نہیں پہنچا سکتے اور طالب کو تاریکی میں چھوڑتے ہیں۔

یہ وہ تمام مذاہب ہیں جن میں غور کرنے کیلئے میں نے ایک بڑا حصہ عمر کا خرچ کیا اور نہایت دیانت اور تدبر سے ان کے اصولوں میں غور کی مگر سب کو حق سے دور اور مہجور پایا۔ ہاں یہ مبارک مذہب جس کا نام اسلام ہے وہی ایک مذہب ہے جو خدا تعالیٰ تک پہنچاتا ہے اور وہی ایک مذہب ہے جو انسانی فطرت کے پاک تقاضاؤں کو پورا کرنے والا ہے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ اسلام کا خدا کسی پر اپنے فیض کا دروازہ بند نہیں کرتا بلکہ اپنے دونوں ہاتھوں سے بلا رہا ہے کہ میری طرف آؤ اور جو لوگ پورے زور سے اس کی طرف دوڑتے ہیں اُن کیلئے دروازہ کھولا جاتا ہے۔

سو میں نے خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی ﷺ کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۲۔۶۷)

"جب خدا تعالیٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پا کر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کیلئے مامور فرمایا اور یہ زمانہ بھی ایسا تھا کہ ۔۔۔۔ اس دنیا کے لوگ تیرھویں صدی ہجری کو ختم کر کے چودھویں صدی کے سر پر پہنچ گئے تھے تب میں نے اس حکم کی پابندی سے عام لوگوں میں بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریروں کے یہ ندا کرنی شروع کی کہ اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کیلئے آنے والا تھا وہ میں ہی ہوں تا وہ ایمان جو زمین پر سے اُٹھ گیا ہے اُس کو دوبارہ قائم کروں اور خدا سے قوت پا کر اسی کے ہاتھ کی کشش سے دنیا کو صلاح اور تقویٰ اور راستبازی کی طرف کھینچوں۔ اور اُن کی اعتقادی اور عملی غلطیوں کو دور کروں اور پھر جب اس پر چند سال گذرے تو بذریعہ وحی الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو اُمت کیلئے ابتداء سے موعود تھا اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کو آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم ﷺ نے دی تھی وہ میں ہی ہوں اور مکالماتِ الٰہیہ اور مخاطبات رحمانیہ اس صفائی اور تواتر سے اس بارے میں ہوئے کہ شک و شبہ کی جگہ نہ رہی۔ ہر ایک وحی جو ہوتی ایک فولادی میخ کی طرح دل میں دھنستی تھی اور یہ تمام مکالماتِ الٰہیہ ایسی عظیم الشان پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے تھے کہ روز روشن کی طرح وہ پوری ہوتی تھیں۔ اور اُن کے تواتر اور کثرت اور اعجازی طاقتوں کے کرشمہ نے مجھے اس بات کے اقرار کیلئے مجبور کیا کہ یہ اُسی وحدہٗ لاشریک خدا کا کلام ہے جس کا کلام قرآن شریف ہے اور میں اس جگہ توریت اور انجیل کا نام نہیں لیتا کیونکہ توریت اور انجیل تحریف کرنے والوں کے ہاتھوں سے اس قدر محرف و مبدل ہو گئی ہیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے۔ غرض وہ خدا کی وحی جو میرے پر نازل ہوئی۔ ایسی یقینی اور قطعی ہے کہ جس کے ذریعہ سے میں نے اپنے خدا کو پایا اور وہ وحی نہ صرف آسمانی نشانوں کے ذریعہ مرتبہ حق الیقین تک پہنچی بلکہ ہر ایک حصہ اس کا جب خدا تعالیٰ کے کلام قرآن شریف پر پیش کیا گیا تو اس کے مطابق ثابت ہوا اور اس کی تصدیق کیلئے بارش کی طرح نشان آسمانی برسے"۔ (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ا و ۲)

رمضان المبارک کی وجہ سے
جلسہ سالانہ قادیان اب ۵۔۶۔۷ دسمبر ۹۸ کی تاریخوں میں ہوگا

احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال ماہ رمضان المبارک کے پیش نظر جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے ۵۔۶۔۷ دسمبر ۱۹۹۸ء بروز ہفتہ۔ اتوار۔ سوموار فتح ۵۔۶۔۷ ۱۳۷۷ ہش کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت نوٹ فرمالیں اور ابھی سے اس بابرکت سفر کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں اور دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ مرکز احمدیت قادیان دارالامان کا یہ جلسہ سالانہ غیر معمولی کامیاب اور بابرکت فرمائے۔ آمین

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان:

رمضان المبارک ۹۸ء میں قسط نمبر (7)

حضرت امیرالمومنین کا درس القرآن

بدھ ۲۱؍ جنوری ۱۹۹۸ء :

آج درس القرآن نمبر ۱۹ میں بھی مواقع نزول کا بیان جاری رہا۔ حضور نے سورۃ الاحزاب کی آیات ۲۷ اور ۲۸ تلاوت فرمائیں جن میں حملہ آور مشرکین اور یہودی قبیلے کی عہد شکنی کا ذکر ہے جس کے نتیجے میں وہ جو کہ مسلمانوں کی اذیت کا باعث تھے وہاں سے نکال دئے گئے اور اس کی وجہ وہ خود بن گئے جنہوں نے عہد شکنی کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے خود اس موقع نزول کو بیان کر دیا ہے اور کئی یہودیوں نے اقرار کیا ہے، کہ وہ اس بات کے مستحق تھے کہ انہیں نکال دیا جائے۔ اب اگر کوئی بھی حدیث جو اس واقعہ نزول سے تعلق رکھتی ہے وہ اس frame work کے اندر رہنی چاہئے۔ قرآن مجید کے شدید سے شدید معاندین اس بات کے اقرار پر مجبور ہیں کہ جب قرآن مجید اتارا جا رہا تھا اور جب قرآن مجید نے تاریخ کو منضبط کیا ہے تو وہ تاریخ بالکل ٹھیک اور سچی ہے۔ یہ مستشرقین کا آخری نتیجہ ہے۔ آنحضرت ﷺ پر اعتراضات کی بوچھاڑ کرتے ہیں کہ آپ خود کہانیاں گھڑ لیا کرتے تھے۔ لیکن آپ پر ایمان لانے والے اگر اپنی آنکھوں سے ان واقعات کو واقع ہوتے نہ دیکھتے تو بھاگ جاتے اور کوئی آپ پر ایمان پر قائم نہ رہتا۔ پس ان آیات کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے کہ واقعات قطعی طور پر ایسے ہی وقوع پذیر ہوئے۔

جنگ احزاب میں دشمن کا چاروں طرف سے حملہ کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کے پاس رہنے کی کوئی جگہ نہ رہے۔ جائیدادوں اور ملکیتوں سے محروم ہو جائیں۔ لیکن نتیجہ اس کے برعکس نکلا۔ اللہ تعالیٰ نے دشمن سے بدعہدی کروا کر مسلمانوں پر احسان کیا اور روزمرہ کی مصیبت سے نجات دلائی۔ اور ساری غربت کی ضرورتیں جو جنگ احزاب میں پہلے سے بڑھ گئی تھیں جنگ احزاب نے ہی دور کر دیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ اگر ان واقعات کی چار دیواری کے حدود کے اندر کوئی شان نزول کی حدیثیں ملتی ہیں تو بسم اللہ ورنہ یہ آیات ہی کافی ہیں۔

پھر سورہ فتح کی آیات ۱۹ اور ۲۰ کا ذکر ہوا۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ... الخ یہاں وہ باتیں پیش نظر رکھنے والی ہیں۔ (ایک اللہ ان سے مکمل طور پر راضی ہو گیا جن سے آپؐ درخت کے نیچے بیعت لے رہے تھے۔ حضور انور نے فرمایا لیکن ہمارے شیعہ بھائی ان سے مکمل طور پر ناراض ہو گئے۔ یہ وہ صحابہ تھے جن کی خدا تعالیٰ نے حفاظت فرمائی اور ان کے خلاف کسی قسم کی شان نزول کی روایت قبول نہ ہو گی۔ اس آیت میں صرف وقتی رضا ہی نہیں بلکہ دائمی خوشخبری کا وعدہ ہے۔ فتح مکہ نے سارے شیعہ مسائل حل کر دئے۔ حضور انور نے فرمایا شان نزول کی جو میں باتیں بیان کر رہا ہوں ان میں بہت سی حکمتیں ہیں۔ اس جنگ میں بہت سی مغانم بھی ہاتھ آئیں اور پھر انہوں نے اعتراض کیا کہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے حقوق غصب کر لئے گئے اور دوسرے صحابہ کو دے دئے گئے۔ یہ آیت کہتی ہے کہ اللہ نے وہ حقوق عطا کئے اور وہ اس کے احکام کے مطابق دئے گئے۔

سورۃ الممتحنہ آیت ۱۳ میں عورتوں کی بیعت کے الفاظ کا ذکر ہے اس میں بھی کسی شان نزول کی ضرورت نہیں۔ قرآن کی کھلم کھلا تعلیم ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم نے عورتوں کی طبیعت کے لحاظ سے بعض کمزوریوں کو بیعت کے الفاظ سے ڈھانک لیا ہے۔ اس زمانے کے لحاظ سے بعض برائیاں عام تھیں۔ یہ آیت خود بتا رہی ہے کہ پس منظر میں اردگرد جو عورتیں تھیں ان کی کیا عادات تھیں اور عرب معاشرے کا کیا حال تھا کہ جب مومن عورتیں تیرے پاس تیری بیعت کیلئے آئیں تو مومن عورتوں کی اس ذہنی کیفیت کی طرف اشارہ ہے جو بیعت سے پہلے ہوتی ہے کہ وہ ہرگز کسی صورت میں بھی اللہ کا شریک نہ ٹھہرائیں گی۔ نہ چوری کریں گی نہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی۔ حضور نے فرمایا اولاد کا قتل ماں باپ دونوں کی طرف منسوب ہوتا ہے لیکن ایک خفیہ قتل بھی ہو سکتا ہے یعنی خاوند کی اجازت کے بغیر abort کروا دیں۔ آج کل کی فضا میں ایسے معاملات سامنے آتے رہتے ہیں۔ دوسرے زیادہ لاڈ پیار سے بھی اولاد کو تباہ نہیں کریں گی۔ حضور انور نے فرمایا جب بھی عورتیں جھگڑتی ہیں منٹوں میں فرضی قصے دہرائے جاتے ہیں تحقیق پر پتہ چلتا ہے کہ اب غصہ کسی اور بات کا ہے اور پرانی تہمتیں لگائی جا رہی ہیں۔ اور پھر اقرار بھی کر لیتی ہیں کہ ہاں ہم نے مبالغہ آرائی سے کام لیا تھا۔ تو آج بھی ایسے واقعات اور رجحانات پائے جاتے ہیں۔ جب غصہ میں آجاتی ہیں تو بیٹھے بٹھائے افتراء باندھ دیتی ہیں اور اس میدان میں مردوں کو کہیں پیچھے چھوڑ گئی ہیں۔ پھر فرمایا ہے کہ "اور معروف میں تیری نافرمانی نہیں کریں گی" لفظ معروف پر اعتراض کیا جاتا ہے جو شرائط بیعت میں بھی داخل ہے۔ مراد یہ ہے کہ شریعت کے احکام سے بڑھ کر ان میں بھی اطاعت کا حکم ہے۔ اب یہ عورتوں اور مردوں کیلئے عام ہے۔ اچھی بات میں امام کی اطاعت کرو۔ وہ اچھی سمجھ کر کہتا ہے تو اسے قبول کرو۔ وہ تمہیں کبھی بھی شریعت کے خلاف حکم نہیں دے گا۔ " فَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ "جو استغفار کے لفظ ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ بیعت اکیلی کافی نہیں جب تک اس کو تقویت دینے کیلئے آنحضرت ﷺ استغفار نہ کریں۔ آپ کا استغفار ضروری ہے اور آپ کا استغفار قیامت تک جاری ہے۔ اور آج تک کام کر رہا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ اکثر عورتوں کے فطری تقاضے ہیں اور اس زمانے کی عورتوں کی پردہ پوشی ہو گئی۔

آیات کے مواقع نزول کے سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے حضور انور نے سورۃ الفتح کی ابتدائی آیات تلاوت فرمائیں جن میں ذکر ہے کہ ہم نے تم کو ایک کھلی کھلی فتح بخشی ہے۔ اور اللہ جو گناہ اب تک نہیں ہوئے لیکن آئندہ ہونے کا صرف ایک فرضی احتمال ہے ان کو بھی ڈھانک دے گا اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کرے گا۔ اور تجھے سیدھا راستہ دکھائے گا اور شاندار مدد کرے گا۔ حضور نے فرمایا! اب حج کے نتیجے میں تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں لیکن یہاں اس موقع پر آنحضرت ﷺ کو حج کرنے سے روک دیا گیا تو یہ آیت بیان کر رہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس نہ کئے ہوئے حج کو اس شان سے قبول کیا جیسے کبھی کسی کا حج قبول نہیں ہوا اور خدا کی طرف سے ماضی اور مستقبل یعنی ساری زندگی کا تحفظ حاصل ہو گیا۔ قرآن مجید ایسا شاندار نکتہ بیان کر رہا ہے جسے کسی شان نزول کی ضرورت نہیں۔

بیعت رضوان کرنے والوں کی نہ دیکھے جانے والے لشکروں کے ساتھ مدد کئے جانے کی تشریح کرتے ہوئے حضور نے فرمایا یہاں جنود کا لفظ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ قانون کائنات کو چلانے کی خدا تعالیٰ نے ایسی Police force بنائی ہے جو اسے چلاتی اور نافذ کرتی ہے۔ ایسے جنود کی مدد کا وعدہ ان کے جنت میں داخل ہونے تک کیلئے ہے۔ سورہ الفتح کی یہ آیات شیعوں کے تمام اعتراضات کو رد کر دیتی ہیں۔ وہ تمام صحابہ جو بیعت رضوان میں داخل تھے قیامت تک۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ مجھ پر فرض ہے کہ میں انہیں جنت میں داخل کروں اور نیکیوں میں بڑھتے رہیں اور ان کی اگر کوئی برائی رہ بھی گئی تھی تو اسے دور کر دیا۔ حضور انور نے فرمایا پس ان آیات کو پلے باندھیں کہ یہ شیعوں کے خیالات کا قلع قمع کرتی ہیں۔ وہ برائیاں جو یہ لوگ حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ وغیرہ اصحاب پر لگاتے ہیں وہ خود ان پر پڑیں گی اور وہ لوگ جن سے خدا نے جنت تک کا وعدہ کیا ہے وہی سچے ہیں۔

منافقین کے حالات کا ایک نقشہ قرآن مجید نے اس طرح کھینچا ہے کہ اعراب میں سے وہ لوگ جو جنگ تبوک میں مختلف عذر رکھ کر نہ گئے اور کہتے تھے کہ ہمیں ہمارے اہل و عیال نے مشغول رکھا اس لئے آپ ہمارے لئے استغفار کریں۔ وہ اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں اور یہ بہانہ خوریاں صرف غنائم کے حاصل کرنے پر اصرار کی وجہ سے تھیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس طرح کے استغفار کے مطالبے کا عذر آج بھی جاری ہے۔ وہ منافقین جو جماعت کو دھوکہ دینے والے ہیں اور اپنے اموال کے لئے جھوٹے بہانے تراشتے ہیں وہ سارا بوجھ مجھ پر ڈال دیتے ہیں کہ ہم تو ٹھیک ہیں اب آپ کے استغفار کی ضرورت ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنی فراست بخشی ہے کہ ان کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں لیکن استغفار کرنا بھی پڑتا ہے۔ میں دل کا حال تو نہیں جانتا۔ ان آیات کی روشنی میں استغفار کرتا بھی ہوں لیکن دل میں ایک خلا اور خوف سا رہتا ہے کہ یہ استغفار قبول نہیں ہو گا۔ اور کبھی ایسے لوگ بھی سامنے آجاتے ہیں جن کی کایا پلٹ جاتی ہے اور اس منافقت کے علاوہ قرآن مجید نے ایسے لوگوں کے ظالمانہ خیالات کو طشت ازبام کیا ہے۔ یعنی تبوک کے سفر کی مشکلات اور مصائب کو دیکھتے ہوئے منافق یہ خیال کیا کرتے تھے کہ خدانخواستہ آنحضرت ﷺ اور مومنین کبھی اپنے اہل کی طرف واپس نہ آئیں گے۔ یہ آیت قطعیت کے ساتھ ان اعراب کے دل کا حال کھول رہی ہے۔ انہوں نے اس ظَنَّ السَّوْءِ کو خدا تعالیٰ کے حق میں اور لوگوں کے حق میں اور آنحضرت ﷺ کے حق میں ممتد کیا اور اپنی ہلاکت مول لی۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ بات آج کل بھی دکھائی دیتی ہے۔ تمام عالم میں ایک تبلیغی جہاد ہو رہا ہے اور جو خود محروم ہیں اور ظن سوء رکھتے ہیں اگر ان کو کہیں سے نئے داخل ہونے والوں کی کمزوریوں کی اطلاع ملے تو مومن تو غمگین ہوتے ہیں لیکن منافق پہچانے جاتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ جب مالی (Mali) میں چالیس ہزار بیعتوں کی اطلاع ملی تو ان کو بہت تکلیف پہنچی اور اب خدا کے فضل سے چالیس لاکھ پر بات پہنچ گئی ہے۔ جب بعد میں اور خوشخبریاں ملیں تو اب خاموش ہو کر چھوڑ گئے ہیں اور ایسے شاذ شاذ لوگ موجود ہیں اور لوگ مجھے ان کی اطلاع دیتے رہتے ہیں۔ اس رجحان کے ساتھ وہ زندہ رہنا چاہیں تو رہیں ان کی مرضی ہے مگر یہ رجحان جھوٹا ہے اور اللہ کے ہاں رد شدہ ہے۔ کوئی سچا مومن ان کی باتوں سے خوش نہیں ہو گا۔ ایسوں کے لئے استغفار کریں اور تسبیح و تحمید کریں اور کوشش کریں کہ کوئی نقصان ان کو نہ پہنچے۔ ان کو یہ اندازہ نہیں کہ جماعت کتنی باریکی سے نئے آنے والوں کا استقبال کر رہی ہے اور اموال کی قربانی کی ترغیب دے کر ان کی تربیت کی کوشش ہو رہی ہے۔ احمدیت کے آغاز سے لیکر آج تک اتنی تفصیل کے ساتھ یہ انتظام نہیں ہوا کہ ہر بیعت کرنے والے تک پہنچا جائے اور مالی قربانی کی ابتداء کر دی جائے۔ یہ اعتراض کرنے والے ناشکرے ہیں۔ جو دین ان کے پاس ہے اسے بھی ضائع کر رہے ہیں۔ تمام دنیا میں جو مبلغین جان جوکھوں میں ڈال کر محنت کر رہے ہیں اور خدا کے فضل پھل لا رہے ہیں وہ ان معترضین کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے کافی ہے پس یہ دور اللہ کے خاص فضلوں کا دور ہے۔ یہ بڑھتے ہوئے نو مبایعین کی اصلاح کی کوششوں کا دور ہے۔ پس یہ استغفار کریں اور ان لوگوں کے لئے دعا کریں جو اس میں محنت کر رہے ہیں۔

بعدہ حضور نے جنگ حنین کے متعلق سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۲۵ کا ذکر چھیڑا۔ حضور نے فرمایا کہ ایک بھی واقعہ ایسا نہیں جہاں مسلمانوں کو خدا کی مدد کے بغیر فتح نصیب ہوئی ہو۔ اب جنگ حنین میں بعض نئے شامل ہونے والوں کو خیال پیدا ہوا کہ پہلے تو تھوڑے تھے اب ہم آگئے ہیں اور یہ کثرت میں ہو گئے ہیں اب دیکھیں گے۔ حضور انور نے فرمایا کہ ان کی اس بات کو رد کرنے کیلئے یہ آیت اتری اور یہی اس کی شان نزول ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ اقلیت کو غلبہ اس لئے ہوا کرتا تھا کہ اللہ مدد کیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے وقتی طور پر اپنا ہاتھ کھینچ لیا تمہیں دکھانے کیلئے کہ اللہ کی مدد تھی جو کام کیا کرتی تھی۔ یہ واقعہ خدا تعالیٰ نے ان الفاظ میں یاد دلایا۔ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ یعنی کثرت کے باوجود تم پر زمین تنگ ہو گئی۔ تمہاری کثرت نے تمہاری فتح کی زمین چھین لی اور وہ اقلیت جس کی وجہ سے ہمیشہ فتح ملا کرتی تھی اب بھی وہی اقلیت کام آئی۔ اور اس کے نتیجے میں مغانم کثیر کے وعدے پورے ہوئے اور ان میں کمی نہ آئی۔

خطبہ جمعہ

آئے دن اللہ تعالیٰ اپنے تازہ نشان آپ کو دکھاتا ہے اور اسکے باوجود اگرخدا نخواستہ آپکے قدم ڈگمگائیں تو بہت بڑی محرومی ہوگی

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۵؍ مئی ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۵؍ ہجرت ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام بادکروئس ناخ، جرمنی

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِی نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ. وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالعِبَادِ. يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَاۤفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ. اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ. فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔(سورۃ البقرہ آیات ۲۰۸ تا ۲۱۰)

یہ آیات جن کی آج میں نے اس جمعہ میں تلاوت کی ہے جمعہ کے پیش نظر بھی اور مجلس انصار اللہ کے اجتماع کے پیش نظر بھی ان آیات کا انتخاب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اور لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں مَنْ يَّشْرِی نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ جو اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں اللہ کی رضا کی نگاہوں کی خاطر وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالعِبَادِ اور اللہ اپنے بندوں پر بڑی شفقت فرمانے والا ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَاۤفَّةً اے لوگو جو ایمان لائے ہو فرمانبرداری کے دائرے میں تمام تر داخل ہو جاؤ۔ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ اور شیطان کے نقوش قدم کی پیروی نہ کرو اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ یقیناً وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔ فَاِنْ زَلَلْتُمْ اس کے باوجود اگر تمہارے قدم ڈگمگا جائیں اور تم پھسل جاؤ بعد اس کے کہ کھلے کھلے نشانات تم تک آچکے ہوں فَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ تو خوب جان لو کہ اللہ بہت غالب اور بزرگی والا اور بہت حکمت والا ہے۔

ان آیات میں جو طرز بیان ہے وہ ظاہر کرتی ہے کہ خدا کی مرضی کو چاہنے والے لحہ لحہ اس کا انتظار کرتے ہیں۔ مرضات کا لفظ جمع ہے اسے محض رضا کہنا کافی نہیں۔ اگرچہ رضا بھی جمع کے مضمون یا معنوں میں بعض دفعہ استعمال کی جاتی ہے مگر میرے نزدیک مرضات کا استعمال واضح طور پر یہ بتا رہا ہے کہ لحہ لحہ اس کی رضا کی نظروں کی خاطر اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں۔ یہ بہت عظیم کلام ہے جو خاص طور پر انصار اللہ کے لئے ایک بہت بڑی نصیحت ہے۔ **انصار اللہ وہ خدا کے بندے ہیں جو عمر کے ایسے گروہ میں داخل ہو چکے ہیں جہاں سے پھر خدا ہی کے حضور پیشی ہے اس کے بعد اور کوئی مقام نہیں۔ پس کتنے سانس باقی ہیں کہ انہیں غیر اللہ کی خاطر لوگے۔ جتنے بھی سانس نصیب ہیں وہ سارے کے سارے اللہ کی رضا کی خاطر اس طرح پیش کر دینے چاہئیں کہ گویا اپنی جان بیچ ڈالی۔** یہی وہ وقت ہے جب آپ توجہ کے ساتھ اپنی زندگی کے لمحے لمحے پر نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ کیا واقعۃً آپ کی زندگی کا ہر لحہ اللہ کی رحمت کا اور اس کی رضا کا انتظار کر رہا ہے کہ نہیں۔

یَشْرِی نَفْسَهُ کے بعد باقی اپنا تو کچھ بچتا نہیں جو کچھ ہے وہ گویا بیچ ڈالا سودا یہ ہے کہ جب بھی خدا کی نظر پڑے محبت کی نظر پڑے۔ اس کی خاطر جب اپنی جان بیچ ہی ڈالی تو رہا کیا باقی، اختیار تو کوئی نہیں اور اگر یہ نہیں تو پھر آپ نے اپنی زندگی کا مقصد پورا نہ کیا۔ پس اگرچہ اس آیت کا اطلاق تمام مومنوں پر جو شعور رکھتے ہیں کسی بھی عمر کے ہوں ان پر ہوتا ہے لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے انصار اللہ پر اس کا اطلاق بہت زیادہ شدت کے ساتھ ہوتا ہے۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں بہت سے صحابہ تھے جو یہی کیا کرتے تھے کہ لحہ لحہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا انتظار رہتا تھا کہ کب کوئی ایسی بات کہیں جو ہمارے لئے ازدیاد ایمان کا موجب بنے یا اس آیت کے اطلاق کے طور پر میں یہ کہوں گا کہ شاید ہماری کسی ادا پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پیار کی نگاہیں ہم پر پڑیں اور جیسا کہ میں نے احادیث کا مطالعہ کیا ہے بکثرت ایسے صحابہ تھے جو خصوصیت کے ساتھ رسول اللہ کی محبت کی نظر کی تلاش میں آپ کے سامنے بیٹھا کرتے تھے شاید کوئی ایسی ادا ہو جس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پیار سے دیکھ لیں۔

تو وہ لوگ جو خدا کی خاطر ہمیشہ اس انتظار میں رہتے ہیں یا خدا کے پیار کی نظروں کے لئے ہمیشہ اس انتظار میں رہتے ہیں ان پر پھر اللہ تعالیٰ پیار کی نظریں ڈالا بھی کرتا ہے۔ یہ خوشخبری ہے جو اس کلام میں مضمر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بھی جانتے تھے کہ کون کون آپ کی پیار کی نظروں کا خواہاں ہے اللہ تو بہت زیادہ جانتا ہے۔ **پس اگر اپنی باقی زندگی ایسے حال میں صرف کریں کہ آپ کو یہ امید رہے، یہ انتظار رہے کہ کبھی تو کوئی ایسی بات ہم سے ظہور ہو کہ خدا کے پیار کی ہم پر نظر پڑے۔ تو یاد رکھیں کہ یہ بعید نہیں ہے۔** جس کی اپنے رب سے یہ توقع ہے اللہ ان توقعات کو پورا کرنا جانتا ہے۔ توفیق بھی وہی دیا کرتا ہے۔

پس اس پہلو سے حقیقت میں سِلم یعنی مقام امن، وہ فرمانبرداری کا دائرہ جس کو مسلم کہا گیا ہے جس کو دوسرے معنوں میں مقام امن، مقام محبت سرائے ما بیان کرتا ہوں۔ پس يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَاۤفَّةً پس اے لوگو جو ایمان لائے ہو اس سلم یعنی خدا کی محبت کے امن کے دائرے میں تمام تر داخل ہو جاؤ۔ كَاۤفَّةً کے دو معنے ہیں۔ ایک یہ کہ ہر داخل ہونے والا یہ دیکھے کہ اس کا کوئی دامن کا حصہ باہر تو نہیں رہا وہ پورے کا پورا خدا کی محبت کے امن کے دائرے میں داخل ہو چکا ہے کہ نہیں کیونکہ ایک ذرہ بھی اس کا اس دائرے سے باہر رہا تو وہ خطرے میں ہے۔

دوسرے كَاۤفَّةً سے مراد یہ ہے کہ تمام مومن چھوٹے ہوں یا بڑے ہوں وہ سارے کے سارے داخل ہوں تا کہ مومنوں کی ایک جماعت خدا تعالیٰ کی محبت کی طالب بن کر اپنی زندگی بسر کرے اور اس کا نتیجہ یہ نکلے گا وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ ایسے لوگ جو اس محفوظ دائرے میں آجائیں گے ان کے لئے ممکن ہی نہیں رہتا کہ وہ شیطان کے قدموں کی پیروی کریں۔ پس اگرچہ یہ ایک زائد بات معلوم ہوتی ہے "اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو" مگر یہ حقیقت میں اس کا نتیجہ ہے کہ ایسا کرو گے تو تمہیں یہ توفیق نصیب ہوگی کہ جو خدا کے محبت کے دائرے میں بیٹھا ہے اس کے لئے ممکن ہی کیسے ہے کہ وہ باہر نکل کر شیطان کے قدموں کی پیروی کرے۔ یہ دو متضاد باتیں ہیں بیک وقت ہو ہی نہیں سکتیں۔

اور شیطان کے متعلق فرمایا اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ جہاں بھی تم نے اسے موقعہ دیا کہ تمہیں پھسلائے جان لو کہ وہ ضرور تمہیں ہلاکت میں مبتلا کرے گا کیونکہ وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔ تو اس واضح تنبیہ کے بعد کسی مومن کے لئے یہ امکان ہی باقی نہیں رہتا کہ وہ خدا کی محبت کے دائرے سے باہر کوئی سانس لے کیونکہ وہ جانتا ہے جب شیطان کو موقع ملا وہ اسے اچک لے گا۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے مرغی کے پروں کے نیچے اس کے چوزے آجایا کرتے ہیں۔ وہ تو نکل کے باہر بھی جاتے ہیں اور ادھر ادھر پھرتے ہیں لیکن اللہ کی پناہ میں جو ایک دفعہ آجائے، اس کی رحمت کے پروں کے نیچے آجائے وہ نکلنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن مرغی کے چوزوں کو بعض انسانوں سے زیادہ سمجھ ہے۔ جب خطرہ درپیش ہو، کسی چیل کا سایہ دیکھیں جو سر پر منڈلا رہی ہو تو وہ دوڑ کر اپنی ماں کے پروں کے نیچے آجاتے ہیں اور وہیں اپنا امن دیکھتے ہیں۔ اور یہ

حقیقت ہے کہ چیل باوجود اس کے کہ بہت خونخوار ہے اور چھدے پر ذرہ بھی رحم نہیں کرتی اور جانتی ہے کہ مرغی کی اس کے مقابل پر کوئی بھی حیثیت نہیں مگر پھر بھی اسے یہ جرأت نہیں ہوتی کہ اس کے پروں کے اندر سے اس کا بچہ نوچ لے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ فطرت بخشی ہے کہ وقت پر جب اسے اپنے عزیزوں کے نقصان کا اپنے پیاروں کے نقصان کا خطرہ ہو تو انسان بپھر جاتا ہے اور سب سے زیادہ ماں بپھرتی ہے اور مختلف Naturalist جن کو کہتے ہیں یعنی جانوروں کی زندگی کا مطالعہ کرنے والے، بتاتے ہیں کہ بظاہر کمزور نظر آنے والی مائیں بھی ایسے موقعوں پر ایسا بپھرتی ہیں مثلاً شیرنی کہ اس کے مقابل پر بہت بڑے بڑے شیر بھی ڈر کے بھاگ جایا کرتے ہیں۔ تو سوچیں کہ ایک مرغی کے بچے کو اگر یہ امن نصیب ہو تو وہ جو اللہ کے پیارے ہیں ان کو کیسا امن نصیب نہیں ہوگا۔ مگر وہ چوزہ جو باہر رہ جائے، جو سمجھے کہ کوئی ایسی بات نہیں، وہ ضرور اُچکا جاتا ہے۔ ، چیل اس پہ جھپٹتی ہے اور اس کو اڑا لے جاتی ہے۔

تو آپ لوگ مرغی کے چوزوں سے تو زیادہ عقل دکھائیں۔ اول تو خدا کی پناہ میں آکر شیطان کے ہر خطرے سے آپ بچ سکتے ہیں اور بچیں گے اور لازماً بچیں گے لیکن اگر یہ بے پرواہی ہوئی، اس دائرے سے باہر نکل کر اپنی قسمت آزمائیں گے تو جان لیں کہ یقیناً آپ کی قسمت ہلاک شدہ لوگوں کی قسمت ہے۔ جونہی آپ نے یہ آزمائش کی اس آزمائش میں آپ مارے جائیں گے۔ پس قرآن کریم نے اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ کہہ کے بتادیا کہ وہ تو تاک میں بیٹھا ہے۔ شیطان کو تو ذرہ بھی تم نے موقع دیا تو وہ تمہیں اچک کے لے جائے گا۔ پس اس پہلو سے اپنی ساری زندگی کی، اپنے لحہ لحہ کی حفاظت ضروری ہو جاتی ہے۔

فَاِنْ زَلَلْتُمْ اگر تم ڈگمگائے بعد اس کے کہ کھلے کھلے نشان تمہارے پاس آچکے ہیں فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ بہت غالب حکمت والا اور بزرگی والا ہے۔ احمدیوں کے لئے اس میں خصوصیت سے یہ سبق ہے کہ ان کے پاس اس کثرت سے اس دور میں نشان آئے ہیں کہ ان کے ڈگمگانے کا کوئی جواز باقی نہیں رہا۔ آئے دن اللہ تعالیٰ اپنے تازہ نشان آپ کو دکھاتا ہے اور اس کے باوجود اگر خدانخواستہ آپ کے قدم ڈگمگائیں تو بہت بڑی محرومی ہوگی۔ ان آیات کی تشریح کے طور پر میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک حدیث اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

سنن الترمذی سے یہ حدیث لی گئی ہے۔ انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ عہد نبوی میں دو بھائی تھے ان میں سے ایک آنحضرت ﷺ کے حضور حاضر رہتا تھا، میں نے خصوصیت سے اس لئے یہ حدیث چنی ہے کہ بعض لوگوں کے ذہن میں صرف ابوہریرہؓ کا نام آتا ہے کہ گویا وہی رہتے تھے مسجد میں۔ ابوہریرہ تو دن رات وہیں رہتے تھے باہر نکلتے ہی نہیں تھے مگر بکثرت ایسے صحابہ تھے جو جتنا بھی ان کو وقت میسر ہو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں رہا کرتے تھے اور ابوہریرہ کے علاوہ بھی بعض ان میں سے ایسے تھے جنہوں نے اپنا روزمرہ کا کام چھوڑ دیا تھا۔ یعنی بظاہر نکّے تھے کچھ کمانے والے نہیں تھے۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں ایک بھائی حاضر رہتا تھا اور دوسرا کام میں مصروف رہتا تھا۔ کام کرنے والے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے اپنے بھائی کی شکایت کی کہ مجھ اکیلے پہ ہی بوجھ ڈالا ہوا ہے۔ ہر وقت یہ آپ کے پاس بیٹھا رہتا ہے اور میں اکیلا گھر چلانے کی ذمہ داری سنبھالے ہوئے ہوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا "لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهٖ" کیا خبر عین ممکن ہے کہ تجھے جو رزق عطا کیا جارہا ہے اس کے سبب سے ہو۔ بہت عظیم الشان ایک سر وابستہ ہے اس حدیث میں، ایک سر چھپا ہوا ہے اور وہ سب خدمت دین کرنے والوں کے لئے اور ان کے خاندانوں کے لئے ہے اور اسی طرح ان واقفین زندگی کے لئے ہے جنہوں نے کلیۃً اپنے آپ کو خدا کے حضور پیش کر دیا ہے۔ بہت سے ان کے خاندان والے، رشتہ دار یہ سمجھتے ہونگے کہ ہم ان پر احسان کر رہے ہیں، ہم نے ان کے بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں، ان کے بیوی بچوں کا خیال رکھتے ہیں اور اسی طرح آج جماعت جرمنی میں بکثرت ایسے بڑے اور بچے اور جوان اور عورتیں ہیں جن کو اپنے گھروں کی ہوش نہیں اور جو کلیۃً دین کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں واقعۃً ان میں سے بعض کے بھائی یا اقرباء سمجھتے ہیں کہ ہم ان کی خدمت کر رہے ہیں گویا کہ ہم نے ان کے بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں۔ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اس فرمان کو پلّے باندھ لو کہ تمہیں کیا پتہ کہ تمہارے رزق میں ان کی وجہ سے برکت ہے۔ اگر یہ دین کی خدمت چھوڑ دیں تو پھر دیکھنا کہ تمہارا کیا حال باقی رہ جاتا ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ فرمان جیسا اس وقت سچا تھا ویسا ہی آج بھی سچا ہے۔ بعینہٖ اپنی پوری شان کے ساتھ آج کے زمانے کے خدمت کرنے والوں پر بھی اور ان کے رشتہ داروں پر بھی اطلاق پاتا ہے۔ پس یَشْرِیْ نَفْسَهٗ میں یہ سارے لوگ داخل ہیں جنہوں نے اپنی جانیں بیچ ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو یقین دلادے اور ان کے اعزاء اور اقرباء کے دماغ میں وہم تک بھی نہ گزرے کہ ان کی وجہ سے ان کے خاندانوں کو کوئی نقصان پہنچ رہا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی آیت کی مختلف تشریحات پیش فرماتے ہیں، مختلف تحریروں میں آپ نے مختلف پہلوؤں پر زور دیا ہے۔ مثلاً فرمایا "یعنی انسانوں میں سے وہ اعلیٰ درجہ کے انسان ہیں جو خدا کی رضا میں کھوئے جاتے ہیں"۔ اپنی جان بیچ دی تو باقی کیا رہا ان کے پاس۔ "وہ دنیا سے غائب ہو جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی ذات اور اس کی یاد میں کھوئے جاتے ہیں وہ اپنی جان بیچتے ہیں اور خدا کی مرضی کو مُول لیتے ہیں"۔ یہ مُول لیتے ہیں بہت پیارا اظہار ہے۔ یعنی فرمایا کہ جیسے سودا کرنے والے کو جو وہ خرچ کرتا ہے اس کے نتیجے میں وہ سودا دیا جاتا ہے جس کی خاطر وہ خرچ کرتا ہے۔ تو مُول لیتے ہیں سے مراد یہ ہے کہ اللہ کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ اپنی رضا سے ان کو متمتع فرمائے کیونکہ گویا انہوں نے اس کی رضا خرید لی۔ اب اللہ سے تو کوئی ویسے سودا نہیں کر سکتا، اس کی رضا خریدی نہیں جا سکتی مگر جب وہ خود کہے کہ کون ہے جو میری رضا خریدنے والا ہے اور کچھ لوگ اس کے جواب میں آگے بڑھیں اور کہیں ہم ہیں تیری رضا خریدنا چاہتے ہیں تو پھر کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس ادّعا سے پیچھے ہٹ جائے وہ لازماً اپنی رضا ان کو عطا فرماتا ہے۔

"وہ اپنی جان بیچتے ہیں اور خدا کی مرضی کو مول لیتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا کی رحمت ہے ایسا ہی وہ شخص جو روحانی حالت کے مرتبے تک پہنچ گیا ہے خدا کی راہ میں فدا ہو جاتا ہے"۔ اب مُول لینا جو ہے یہ فدا ہونے سے ورے ورے نہیں ہو سکتا۔ فرمایا "جو شخص روحانی حالت کے مرتبے تک پہنچتا ہے خدا کی راہ میں فدا ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ تمام دکھوں سے وہ شخص نجات پاتا ہے جو میری راہ میں اور میری رضا کی راہ میں جان کو بیچ دیتا ہے اور جانفشانی کے ساتھ اپنی اس حالت کا ثبوت دیتا ہے کہ وہ خدا کا ہے"۔

جانفشانی عمر بھر کرنی پڑتی ہے۔ جان جو بیچی جاتی ہے کوئی ایک لمحے کا سودا نہیں ساری زندگی کا سودا ہے۔ مرتے دم تک، آخری سانس تک جو جان بیچی ہے اب بیچنے والے کی نہیں رہی۔ پس یہ کوئی ایسا سودا نہیں جو اچانک کسی بکری کو کسی کے پاس بیچ دیا تھوڑا سا صدمہ اگر ہوا بھی تو اس کے بعد چھٹی کر لی۔ یہ تو ایک ایسی جان کا سودا ہے جو لحہ لحہ جینے والی جان ہے اور لحہ لحہ مرنے والی جان ہے۔ ہزار موتیں اسے خدا کی خاطر قبول کرنی ہونگی اور ہزار زندگیاں ہر موت کے بدلے اسے ملیں گی۔ پس یہ ہے مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهٗ کہ جو اپنے نفس کو اللہ کی خاطر بیچ دیتا ہے۔

فرمایا "جانفشانی کے ساتھ اپنی اس حالت کا ثبوت دیتا ہے"۔ یہ نہیں کہ ایک دفعہ بیچ دیا اور بات ختم ہو گئی۔ بہت سے واقفین زندگی ہم نے دیکھے ہیں جنہوں نے کسی خاص لحہ عشق میں اپنی جان کو خدا کے سپرد کر دیا اور اس کے بعد چھٹی کر لی۔ پھر ساری عمر ایسی حرکتیں کرتے رہے جو جان بیچنے والے نہیں کیا کرتے۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کو پکڑتا ہے اور لازماً ان کا بد انجام ہوتا ہے۔ کبھی بھی وہ اس حالت میں نہیں مرتے

ارشاد نبوی ﷺ

خَيرُ الزَّادِ التَّقوىٰ

سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے

منجانب

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبانِ دُعا:-

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 مینگو لین کلکتہ 700001

دکان- 248-1652, 248-5222

رہائش- 243-0794, 27-0471

کہ گویا جان بیچنے والے تھے۔ تو جان کا سودا تو پہلے کا ہے اور اس سودے کے حق میں ثبوت بعد میں مہیا ہوتے ہیں۔ ساری زندگی مہیا ہوتے رہتے ہیں۔

"اس حالت کا ثبوت دیتا ہے کہ وہ خدا کا ہے اور اپنے تمام وجود کو ایک ایسی چیز سمجھتا ہے جو طاعت خالق اور خدمت مخلوق کے لئے بنائی گئی ہے"۔ اب ایک اور پہلو بھی خدا کی خاطر جان بیچنے کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے کھول دیا۔ فرمایا کہ وہ خدا کی خاطر جان بیچتا ہے تو خدا کی مخلوق کی خاطر بھی بیچتا ہے۔ خدا کی خاطر اس کا جان بیچنا تو شاید بعض نگاہوں کو دکھائی نہ دے مگر اس کی مخلوق کی خاطر جو جان بیچتا ہے وہ تو سب کو دکھائی دیتا ہے، ساری مخلوق اس پر گواہ ہو جاتی ہے۔ اور اس بات پر بھی گواہ ہو جاتی ہے کہ وہ ان سے فائدے کی خاطر کچھ نہیں کرتا کیونکہ وہ فائدہ اٹھاتا نہیں۔ وہ جب شکریہ ادا کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہمارا شکریہ ادا نہ کرو۔ ہم تو رضائے باری تعالیٰ کی خاطر یہ کام کر رہے ہیں۔ تم شکریہ ادا کرتے ہو تو ہمیں کوفت ہوتی ہے۔ ہم نے تو اپنا سودا اللہ سے کیا ہے۔ تو یہ دعویٰ محض دعویٰ نہیں رہتا لحہ لحہ اس دعوے کا ثبوت ان کی زندگی مہیا کرتی ہے۔ وہ جب بنی نوع انسان کی خدمت کرتے ہیں تمام بنی نوع انسان گواہ جاتے ہیں کہ یہ اپنی خاطر خدمت نہیں کر رہے تھے ہم سے کچھ لینے کی خاطر خدمت نہیں کر رہے تھے بلکہ اللہ سے کچھ لینے کی خاطر خدمت کر رہے تھے تو محض دعویٰ، دعویٰ نہیں رہتا بلکہ ایک قطعی ثبوت اس کی تائید میں اٹھ کھڑا ہوتا ہے جس کو رد نہیں کیا جا سکتا۔

"اور پھر حقیقی نیکیاں جو ہر ایک قوت سے متعلق ہیں ایسے ذوق و شوق اور حضور دل سے بجا لاتا ہے کہ گویا وہ اپنی فرمانبرداری کے آئینے میں اپنے محبوبِ حقیقی کو دیکھ رہا ہے"۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کو آپ غور سے پڑھا کریں تو پھر آپ کو ان ارشادات کی لطیف باتیں سمجھ آ سکتی ہیں۔ اپنے تمام وجود کو سر سے پاؤں تک، تمام وجود کو، جو جان بیچتا ہے وہ اس میں سے کچھ بھی نہیں رکھتا۔ "جو طاعت خلق اور خدمت مخلوق کے لئے بنائی گئی ہے"۔ پھر حقیقی نیکیاں جو ہر ایک قوت سے متعلق ہیں یعنی انسان کو اللہ تعالیٰ نے جتنی بھی صلاحیتیں بخشی ہیں ان تمام صلاحیتوں سے کام لیتے ہوئے وہ اللہ کے دین اور اس کی مخلوق کی خدمت کرتا ہے اور ہر ایک کی صلاحیتیں الگ الگ ہیں مگر جس چھابڑے میں جو کچھ ہوگا وہی تو بیچے گا۔

پس ایک غریب انسان بھی اسی طرح اپنا سب کچھ بیچنے والا بن جاتا ہے جس طرح ایک امیر انسان اپنا سب کچھ بیچنے والا بن جاتا ہے۔ توفیق تو اس کی اپنی بنائی ہوئی نہیں، توفیق تو اللہ تعالیٰ سے حاصل ہوتی ہے۔ پس مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کا یہ معنی ہے کہ جو کچھ وہ بیچتا ہے وہ وہی کچھ ہے جو ہم نے اس کو دیا تھا اس میں سے پھر کچھ اپنے لئے نہیں رکھتا تمام تر پیش کر دیتا ہے۔ پس اگر کسی کی قسمت میں، کسی کے مقدر میں ایک کھوٹی کوڑی بھی ہو یعنی کچھ بھی نہ ہو تو اپنا خالی دامن لے کر اس میں خدا کی محبت اور تمناؤں سے جھولی بھر کر بظاہر خالی دامن میں اپنی محبت اور نیک تمناؤں کی جھولی اٹھائے ہوئے خدا کی خدمت میں حاضر ہو جاتا ہے وہ بھی وہی ہے جس نے سب کچھ بیچ دیا۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، "ایسے ذوق و شوق اور حضور دل سے بجا لاتا ہے"۔ میں نے جو یہ کہا تھا تمنائیں اور محبتیں لے کے حاضر ہوتا ہے یہ اس کا ترجمہ ہے، حضور دل سے بجا لاتا ہے اس کا دل تمام تر یہ چاہتا ہے کہ جس حد تک خدمت ممکن ہے میں کروں۔ "گویا وہ اپنی فرمانبرداری کے آئینے میں اپنے محبوب حقیقی کو دیکھ رہا ہے"۔ اس کی فرمانبرداری کا ایک شیشہ اس کے سامنے ہے اور اس میں اسے اپنی ذات دکھائی نہیں دیتی وہ محبوب دکھائی دیتا ہے جس کی خاطر اس نے اپنی ساری زندگی کو ایک نئی صورت میں ڈھال دیا۔

"اور ارادہ اس کا خدا تعالیٰ کے ارادے سے ہم رنگ ہو جاتا ہے"۔ جو اللہ کا ارادہ وہی اس کا ارادہ، جو مالک کا ارادہ وہی غلام کا ارادہ۔ "اور تمام لذت اس کی فرمانبرداری میں ٹھہر جاتی ہے"۔ اب یہ لفظ "ٹھہر جاتی ہے" قابل غور ہے۔ فرمایا کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا میں ایسی لذت نہیں ملتی کہ جو آئے اور چلی جائے وہ لذت اس کے دل میں پناہ گزین ہو جاتی ہے۔ وہ لذت ایسی ٹھہرتی ہے کہ پھر جانے کا نام نہیں لیتی۔ پس وہ سب لوگ مستثنیٰ ہیں جو کبھی اللہ کی رضا میں محبت پاتے ہیں، مزہ دیکھتے ہیں اور کبھی نہیں دیکھتے۔ بہت سے ایسے انسان ہیں، کثرت سے ایسے انسان ہیں جو اللہ کی رضا سے کبھی نہ کبھی تو ضرور لطف اندوز ہوتے ہیں لیکن اپنی جان نہیں بیچی ہوتی اس لئے وہ محبت آ کر ٹھہر نہیں جاتی، آئی اور چلی گئی اور دوسری لذتیں پھر اس کی جگہ اپنا ٹھکانہ دل میں بنا لیتی ہیں اور اس طرح وہ خدا کے بندے جو جان بیچنے والے ہیں دوسرے بندوں سے ممتاز ہو کر الگ ہو جاتے ہیں۔

یہ ایک بہت گہری حقیقت ہے جس کی طرف میں آپ کو خصوصیت سے متوجہ کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ حقیقت بیان کر کے ہماری آنکھوں سے پردے اٹھا دئے ہیں۔ ہم میں سے بکثرت ایسے ہیں جنہوں نے کبھی نہ کبھی اللہ کی رضا کے نتیجے میں دل کو لذت سے معمور ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ بعض ایسے ہیں جن کے بدن پہ جھرجھری طاری ہو جاتی ہے جب وہ خدا کے کسی خاص انعام پر غور کرتے ہیں یا کسی خاص مصیبت سے اللہ تعالیٰ ان کو نجات بخشتا ہے تو واقعۃً ان کے دل میں اللہ کا پیار ایک لذت بن کے اترتا ہے لیکن ٹھہرتا نہیں۔ آیا اور چلا گیا اور پھر دنیا کی لذتیں دل میں قرار پکڑ لیتی ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک ایک لفظ قابل توجہ ہے۔

"تمام لذت اس کی فرمانبرداری میں ٹھہر جاتی ہے"۔ اب کوئی دنیا کا چوٹی کا ادیب بھی ایسی تحریر نہیں لکھ سکتا کہ ہر ہر لفظ بامعنی ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فصاحت و بلاغت سچائی پر مبنی ہے ایک لفظ بھی بے حقیقت نہیں، کوئی لفظ نہیں جو سچائی سے نور یافتہ نہ ہو۔ اور یہی سچائی ہے جو آپ کی تحریروں کو ہمیشہ کے لئے زندہ کر رہی ہے۔ "اور تمام اعمال صالحہ نہ مشقت کی راہ سے بلکہ تلذذ اور احتظاظ کی کشش سے صادر ہونے لگتے ہیں"۔ جب دل میں خدا کی محبت کا لطف ٹھہر جاتا ہے تو اس لطف کو بڑھانے کی خاطر، اس کو ہمیشہ اپنا راہنما بنانے کی خاطر ویسے ہی لطف کے لئے وہ کوشش کرتے ہیں اور انسان جو لذت کے لئے کوشش کرتا ہے وہ مشقت نہیں ہوا کرتی۔ ہماری جتنی عبادتیں، جتنی خدمتیں مشقت کا رنگ رکھتی ہیں وہ لذت سے محروم ہیں۔ کوئی چیز جس میں لذت ساتھ ساتھ حاصل ہو رہی ہو اسے مشقت نہیں کہا جاتا۔ دنیا کا ادنیٰ دوکاندار بھی دیکھیں کتنی محنت کر رہے ہیں، اپنے تھوڑے سے پیسے کمانے کی خاطر لیکن چونکہ ان پیسوں میں مزہ آ رہا ہے اس لئے دیکھنے والا سمجھتا ہے کہ بڑی مشقت ہے۔ ان کی بلا سے ان کو ذرہ بھی اس میں مشقت محسوس نہیں ہوتی۔ کوئی شخص جو صبح اٹھتا ہے، دوکان کھولتا ہے، کوئی بنیا دیکھیں، سوچیں ذرا وہ رات کے بارہ بجے تک حساب فہمی کرتا رہتا ہے اگر اس کو آپ جا کے ہمدردی کریں، کہیں میاں بس کرو تھک گئے ہو گے دوپہر ہو گئی ہے اب آرام کرو تو کیسی کڑی نظروں سے تمہیں دیکھے گا کہ جاؤ جاؤ اپنی راہ لو مجھ کو میرے حال پہ رہنے دو مجھے مزہ آ رہا ہے اس چیز میں اور مزے کے بغیر وہ کام کر ہی نہیں سکتا۔

تو فرمایا، "اعمال صالحہ نہ مشقت کی راہ سے بلکہ تلذذ اور احتظاظ کی کشش سے صادر ہونے لگتے ہیں"۔ تمام اعمال صالحہ میں ان کو اللہ کی رضا کا مزہ دکھائی دے رہا ہوتا ہے، مزہ محسوس ہو رہا ہوتا ہے اور وہ اس وجہ سے خود بخود صادر ہونے لگتے ہیں۔ "یہی وہ نقد بہشت ہے"۔ یہ "نقد بہشت" یہ اب قابل غور بات ہے سودا نقدا نقدی ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ اس دنیا میں تو نہیں ملی اور اگلی دنیا میں مل جائے گی۔ اللہ ادھار نہیں رکھتا وہ بہشت جو خدا کی محبت کی اعلیٰ لذات کی بہشت ہے وہ تو نقدا نقدی تمہیں اس دنیا میں ملتی ہے۔

"یہی وہ نقد بہشت ہے جو روحانی انسان کو ملتا ہے اور وہ بہشت جو آئندہ ملے گا وہ درحقیقت اسی کی اظلال و آثار ہے"۔ اس دنیا میں جس نے بہشت دیکھ لی اس کا ظل ہے ایک جو اخروی زندگی میں ملے گا آثار ہیں اس کے یعنی اسکے گویا سائے ہیں جیسے نقش قدم انسان چھوڑتا ہے تو قدم تو نہیں ہوتا مگر گزرے ہوئے قدم کے لئے اس کا نقش قدم راہنمائی کر رہا ہوتا ہے۔ تو اگلی دنیا میں جو بہشت ہوگا وہ یہ بہشت تو نہیں ہوگا جو یہاں حاصل ہے کیونکہ اس سے بہت زیادہ بلند ہے مگر جسے اسی دنیا میں یہ اللہ کی محبت کی لذت کا بہشت نصیب ہو جائے اور یہ نقدا نقد سودا ہے جو اسے مل جائے وہ ہے جو کامل یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ اب جب بھی میں مرا مجھے اسی بہشت کے سائے کے طور پر بہت اعلیٰ چیزیں نصیب ہونگی جن کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا۔

اب دنیا میں جتنے بھی مذہب کی معرفت بیان کرنے والے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد گزرے ہیں ان میں سے کسی کی ایسی تحریر نکال کے دکھاؤ۔ یہ بدبخت ملاں ایک ایسے عارف باللہ کے پیچھے پڑ کے کیوں اپنی آخرت خراب کرتے ہیں، اس کے متعلق بدکلامی کرتے ہیں جو ہمیں اللہ کی محبت کی راہیں کھول کھول کر دکھا رہا ہے۔ فرمایا "جس کو دوسرے عالم میں قدرت خداوندی جسمانی طور پر متمثل کر کے دکھلائے گی"۔ اظلال و آثار جو ہیں وہ جسمانی طور پر متمثل نہیں ہوا کرتے۔ کسی چیز کا سایہ ہے تو سایہ ہی ہوگا اصل تو نہیں ہو سکتا۔ فرمایا یہ وہ سائے نہیں۔ خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ اُس دنیا میں اِس دنیا کی جنت کو متمثل کر کے دکھائے گی وہ واقعتاً نظر آنے والی، محسوس ہونے والی، سونگھنے والی خوشبوؤں سے معطر، مزوں سے بھری ہوئی جنت حقیقت کا روپ اوڑھ لے گی

GUARANTED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky
HAWAI
NIR
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) Ltd
34,A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15

اور وہ حقیقت جو ہے اس کی تفصیل بیان نہیں کی جا سکتی کیونکہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ کوئی آنکھ ایسی نہیں جس نے وہ جنت دیکھی ہو، کوئی کان ایسا نہیں جس نے اس جنت کا بیان سُنا ہو۔

پس حقیقت میں وہ جو کچھ بھی ہے یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے مگر اس دنیا کی جو خدا کی محبت کی لذتیں ہیں وہ اتنی زیادہ ہیں کہ ان کی خاطر انسان تمام دنیا کو ایک طرف پھینک دیتا ہے اور ان کو قبول کرتا ہے ان لذتوں کی شدت کا یہ اثر ہے کہ ہر دوسری لذت ہیچ ہو جاتی ہے تو اس سے لاکھوں کروڑوں گنا بڑھ کر جو لذت آئندہ مقدر ہے اس کا تصور باندھا جائے۔ وہ اگر اور کچھ نہیں تو ان لذتوں کی خاطر ہی اپنی دنیا کو بدلو مگر اگر اس دنیا میں جنت نصیب نہ ہوئی تو ان لذتوں کی خاطر جو کچھ بھی کرو گے وہ سب بے کار جائے گا۔ یہ پیغام ہے جس کو آپ کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے۔

عموماً بعض لوگ سختی کر کے بھی، محنت کر کے بھی بظاہر اگلی دنیا کمانے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں۔ بعض ایسے مشقت کرنے والے ہیں جن کے کھڑے کھڑے ٹانگیں سوکھ جایا کرتی ہیں جو ہاتھ اونچا کرتے ہیں تو ہاتھ شل ہو جاتے ہیں مگر حاصل کچھ نہیں ہوتا کیونکہ مرنے کے بعد کی جو زندگی ہے وہ ان کو طے گی جن کو ان چیزوں میں گہری لذت ملتی ہے جو ایک لذت کے خیال سے مصیبت اٹھاتے ہیں ان کو نہیں مل سکتی۔ اس اقتباس کے بعد جو یہ رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب صفحہ ۱۳۱، ۱۳۲ سے اقتباس لیا گیا تھا اب اسی رپورٹ سے میں ایک اور اقتباس آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

فرماتے ہیں: ”یعنی خدا کا پیارا بندہ اپنی جان خدا کی راہ میں دیتا ہے اور اس کے عوض میں خدا کی مرضی خرید لیتا ہے وہی لوگ ہیں جو خدا کی رحمت خاص کے مورد ہیں۔ غرض وہ استقامت جس سے خدا ملتا ہے اس کی یہی روح ہے جو بیان کی گئی جس کو سمجھنا ہو سمجھے“۔ (رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب صفحہ ۱۸۸) اب استقامت کے متعلق، وہ کیا چیز ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اب وقت چونکہ تھوڑا رہا ہے اس لئے مجھے نسبتاً جلدی گزرنا ہو گا۔

”اللہ کے بندے جو دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں“۔ یہ تحریر ہے جلد نمبر ۴ صفحہ ۲۹، ۶ر اگست ۱۹۰۰ء کی۔ ”اللہ کے بندے جو دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں ان کے ساتھ وہ رافت اور محبت کرتا ہے۔ چنانچہ خود فرماتا ہے وَاللّٰہُ رَءُوفٌ بِالعِبَاد کہ اللہ اپنے بندوں پر یا خالص بندوں پر بہت مہربان ہے یہ وہی لوگ ہیں جو اپنی زندگی کو جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دی ہے اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیتے ہیں اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں قربان کرنا، اپنے مال کو اس کی راہ میں صرف کرنا اس کا فضل اور اپنی سعادت سمجھتے ہیں“۔

پس وہ ساری دنیا کی جماعتیں جو قربانی کے اس عظیم دور میں داخل ہو چکی ہیں اور ان جماعتوں میں اللہ تعالیٰ نے جماعت جرمنی کو بھی ایک مقام عطا فرمایا ہے ان کے لئے اس تحریر میں یہ سبق ہے کہ جتنی بھی قربانی دیں اس قربانی کو اللہ تعالیٰ کی رافت کا حصہ سمجھیں۔ محض اللہ کا احسان سمجھیں کہ خدا ان کو یہ توفیق دے رہا ہے اور بھولے سے بھی دل میں یہ خیال نہ گزرے کہ شاید ہم کچھ کر رہے ہیں خدا کی خاطر، خدا کی خاطر ہو یا خدا کے لئے بنی نوع انسان کی خاطر ہو، دونوں صورتوں میں خدمت اپنی ذات میں اعزاز ہے اور اسی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام نقد سودا بیان فرما رہے ہیں۔ ہر خدمت اپنی ذات میں اپنی جزاء ہے اور جزاء پر انسان کسی پر احسان نہیں رکھا کرتا جس کو جزاء مل رہی ہو ساتھ ساتھ وہ کیسے کسی گردن پر احسان رکھ سکتا ہے۔

”اپنے مال کو اس کی راہ میں صرف کرنا اس کا فضل اور اپنی سعادت سمجھتے ہیں مگر جو لوگ دنیا کی املاک و جائیداد کو اپنا مقصود بالذات بنا لیتے ہیں وہ ایک خوابیدہ نظر سے دین کو دیکھتے ہیں“۔ ”دنیا کی املاک و جائیداد کو اپنا مقصود بالذات بنا لیتے ہیں“۔ دنیا کمانے سے تو احتراز ممکن ہی نہیں ہے اگر اور کچھ نہیں تو خدا کی راہ میں یا بنی نوع انسان کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے ہی انسان دنیا کمائے گا اور جس کی نیت یہ ہو کہ وہ مجھے اتنا ملے کہ میں زیادہ سے زیادہ اللہ اور اس کے دین کی اور اس کے بندوں کی خدمت کر سکوں وہ اس دنیا کی کمائی کو بالذات نہیں سمجھتے یعنی یہ کمائی ہے۔ ہے تو ہے نہیں تو نہ سہی اللہ کی مرضی۔ اگر اللہ کی مرضی پر نگاہیں ہیں **تو خدا تعالیٰ اگر چاہے تو ان کو سب کچھ چھین کر** اس ابتلاء میں بھی آزما سکتا ہے کہ جب ان سے سب کچھ چھین لیا جائے تو دیکھیں ان کے چہرے پر یا ان کے دل پر ملال تو نہیں آ جاتا۔

جو اللہ کی خاطر جو کچھ ان کے پاس ہے فدا کرتے رہتے ہیں وہ زیادہ فدا تو نہیں کر سکیں گے مگر جو کچھ تھوڑا بہت ان کے پاس بچ جائے گا وہی پیش کرتے رہیں گے۔ اس کے برعکس بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ جب کشائش سے آزماتا ہے تو اس وقت وہ کچھ نہ کچھ خدا کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں اور جب ان پر مالی تنگی کے دن آتے ہیں تو اجازتیں لیتے ہیں کہ اب ہمیں توفیق نہیں رہی۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو مضمون پیش فرما رہے ہیں اس کے مطابق دنیا بالذات نہیں ہوتی۔ اصل میں اللہ کی رضا حاصل کرنا اور اس کی خاطر اس کا دیا ہوا خرچ کرنا ہے۔ پس اگر اس نے کم کر دیا تو کم میں سے دو۔ اگر زیادہ دیا ہے تو زیادہ میں سے دو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا دین دنیا پر مقدم رہتا ہے۔

فرمایا: ”ایسے لوگ دین کو ایک خوابیدہ نظر سے دیکھتے ہیں“۔ یہ خوابیدہ نظریں بھی ہر انسان پہچان سکتا ہے۔ کم سے کم اپنی خوابیدہ نظر کو پہچاننے کی انسان میں صلاحیت ضرور موجود ہے۔ دینی امور جتنے بھی اسکے گرد و پیش واقع ہو رہے ہیں وہ ان کو ایک اتفاقاً حادثاتی طور پر ساتھ ساتھ چلنے والے امور سمجھتا ہے، براہ راست اس کا دل ان امور میں نہیں ہوتا۔ احمدیت ترقی کر رہی ہے، لوگ نیک بنتے چلے جا رہے ہیں، سب میں قربانی کی روح بیدار ہو رہی ہے اسے یہ محسوس نہیں ہوتا کہ یہ سارے میرے لئے خدا تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔ ہر بات جو میں ایسی سنتا ہوں جو دین کی ترقی کی ہے وہ میرے دل میں بے انتہا لذت پیدا کرتی ہے۔ سبحان اللہ، بسم اللہ کہتے ہیں کہ اچھا یہ ہو رہا ہے مگر براہ راست دل پر وہ لذت کی کیفیت طاری نہیں ہوتی جیسی اپنی تجارت کے چمکنے کے نتیجے میں ان کے دل پر ایک لذت کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اگر کوئی ان کو خبر سنائے کہ جو روپیہ تم نے فلاں جگہ لگایا تھا وہ ایسا ہوا کہ تجارت میں کہ وہ بہت بڑھ چکا ہے۔

دنیا میں ایسے حادثات ہوتے ہیں جن کے نتیجے میں بعضوں کی معمولی تجارتیں بھی ایک دم چمک اٹھتی ہیں۔ اگر وہ ایسا دیکھیں تو دیکھیں ان کا دل اس بات کو کبھی بھی خوابیدہ نظر سے نہیں دیکھے گا، بے انتہا خوشیوں سے بھر جائے گا، لذتیں دل میں سمائی ہی نہیں جائیں گی۔ اتنا گہرا اثر پڑے گا اس خبر کا کہ اگر اس کو احمدیت کی کامیابیوں کی خبر کے ساتھ موازنہ کر کے دیکھیں تو وہ کچھ بھی باقی نہیں رہے گی۔ پس یہ بہت لطیف باتیں ہیں جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چند لفظوں میں بیان کرتے ہیں۔ اب جب میں نے سمجھا دیا تو پھر دوبارہ سنیں اس تحریر کو تو معلوم ہو گا کہ خوابیدہ نظر کیا معنے رکھتی ہے۔

”مگر جو لوگ دنیا کی املاک و جائیداد کو اپنا مقصود بالذات بنا لیتے ہیں وہ ایک خوابیدہ نظر سے دین کو دیکھتے ہیں۔ مگر حقیقی مومن اور صادق مسلمان کا یہ کام نہیں ہے۔ سچا اسلام یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو مادام الحیات وقف کر دے“۔ جب تک زندگی باقی ہے ان سب چیزوں کو وقف کر دے۔ ”تاکہ وہ حیات طیبہ کا وارث ہو“۔ جن لوگوں کے حق میں یہ فرمایا گیا ہے کہ ان کو حیات طیبہ عطا ہوئی ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کی زندگی کا لمحہ لمحہ موت تک خدا کی راہ میں وقف رہتا ہے۔

یہ یادداشتیں، براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۲۱ تا ۳۰، پیغام صلح صفحہ ۴۸ سے یہ عبارت لی گئی ہے۔

پھر فرمایا ”اے ایمان والو خدا کی راہ میں اپنی گردن ڈال دو اور شیطانی راہوں کو اختیار مت کرو“۔ جیسا کہ کلام الٰہی سے میں نے یہ ثابت کر کے دکھایا تھا کہ اور کا لفظ بظاہر ایک زائد بات کا تقاضا کر رہا ہے مگر حقیقت میں پہلی بات ہی کی تشریح ہے۔ بعینہٖ اسی رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ عبارت ہے کہ ”اے ایمان والو خدا کی راہ میں اپنی گردن ڈال دو“۔ گردن دو طرح سے ڈالی جاتی ہے۔ ایک بیل جس کے اوپر، جس کی گردن میں خدمت کا جُوا ڈالا جاتا ہے وہ بیل جس کو عادت پڑ چکی ہوتی ہے جب جُوا اٹھا کر زمیندار اس کی طرف چلتا ہے گردن پر ڈالنے کے لئے تو میں نے خود دیکھا ہے ایسے بیلوں کو وہ سر نیچے کر دیتے ہیں اور وہ بیل زمیندار کو بہت پیارے ہوتے ہیں اور کچھ بیل ایسے ہیں جو سینگ مارتے ہیں اور بڑی مشکل سے ان کو قابو کرنا پڑتا ہے رسی کے پھندے ان کے سینگوں پہ ڈالنے پڑتے ہیں اور ایک آدمی ایک طرف سے گھسیٹ رہا ہے دوسرے نے جا کر جُوا ڈال دیا۔ تو یہ سلوک تو نہ کروا اپنے اللہ سے۔ اس کے بیل ہو اس کے لئے اپنی جان بیچ ڈالی اور گردن جُوا کے لئے خم نہ کی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں خدا کی راہ میں اپنی گردن ڈال دو۔ ایک یہ معنی ہیں۔

دوسرا ذبح ہونے کے لئے گردن ڈال دو جیسے حضرت اسماعیل نے اپنی گردن ڈالی تھی۔ تو یہ دونوں طریق ایسے ہیں جن میں آپ اپنی جان کے ذریعے اس بات کا اقرار کر رہے ہونگے کہ میں نے یہ جان بیچی ہوئی ہے میری نہیں رہی۔ اس کے بعد ”اور شیطانی راہوں کو اختیار مت کرو“ کا یہ مطلب ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ ایسا گردن ڈالنے والا احتمالاً بھی شیطان کی راہ اختیار کر سکتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ وہ الگ بات ہے، یہ اور بات ہے۔ شیطانی راہیں اختیار کرنے والے اور لوگ ہیں اور یہ بالکل اور لوگ ہیں۔ **اگر شیطان سے بچنا ہے تو گردن ڈالنا ضروری ہے۔ لازم ہے کہ خدا کے سامنے اپنی گردن ڈال دو۔**

”شیطان تمہارا دشمن ہے“ وہی آیت کریمہ ہے جو میں نے پہلے پڑھی تھی اسی کا تشریحی ترجمہ ہے

جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں۔ فرماتے ہیں "اس جگہ شیطان سے مراد وہی لوگ ہیں جو بدی کی تعلیم دیتے ہیں"۔ اب یہ خیال نہ گزرے کہ کوئی خیالی شیطان ہے جس سے ہر آدمی سمجھتا ہے میں بچا ہوا ہوں۔ اس کے گردو پیش، اس کے ماحول میں، اس کو برے کاموں کی طرف بلانے والے وہ شیطان ہیں۔ پس جس نے اپنی گردن خدا کی راہ میں دے رکھی ہو وہ ان کی باتیں کب سنے گا وہ ان کو مردود کر کے اپنی طرف سے ہٹادے گا ایسے لوگوں کی دوستی کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ سب کچھ تو خدا کے حضور انہوں نے پیش کر رکھا ہو اور اس میں سے حصہ مانگ رہے ہوں۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے اَعُوذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیم کا کلام ہمیں سکھایا گیا کہ تلاوت سے پہلے ضرور پڑھ لیا کرو کیونکہ جب تلاوت کرتے ہو تو گویا خدا کے ہو جاتے ہو اور شیطان کوشش کرے گا کہ تمہارا کوئی حصہ بھی خدا کے فضل سے باہر رہ جائے اور یہ اسے اچک لے۔

پس وہ لوگ زندہ آپ کے اردگرد پھرتے ہیں، آپ ان کو جانتے ہیں، دیکھتے ہیں، ان سے مراسم رکھتے ہیں جو خدا کی مرضی کے خلاف بھی آپ کو تعلیمیں دیتے ہیں، کہتے ہیں یہ جھوٹ بولو تو یہ فائدہ ہو جائے گا یہاں پیسہ لگاؤ خواہ پیسہ لگانا حرام ہو اس سے فائدہ پہنچے گا اس طرح رزق کماؤ۔ یہ حقائق ہیں روزمرہ گزرنے والے حقائق ہیں، کوئی فرضی باتیں نہیں ہیں۔ آپ ان کو دیکھتے ہیں اور پہچانتے نہیں۔ پس جس نے خدا کی راہ میں اپنی گردن ڈالی ہو وہ ضرور پہچانے گا۔ اس آئینہ میں اپنے آپ کو دیکھیں اور خود اپنا اپنا جائزہ لیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، "جو شخص اپنے وجود کو خدا کے آگے رکھ دے نہ اس کی گردن اپنی رہی نہ اس کے پاؤں کے ناخن اپنے رہے کچھ بھی باقی نہ رہا۔ "اور اپنی زندگی راہوں میں وقف کر لے اور نیکی کرنے میں سرگرم ہو، سو وہ چشمۂ قربِ الٰہی سے اپنا اجر پائے گا"۔ ایسے شخص کو قربِ الٰہی کے سرچشمے سے پلایا جائے گا جس کو ہم کوثر کہتے ہیں یہ وہی کوثر ہے اللہ کے قرب کا سرچشمہ، جس کو یہ سرچشمہ نصیب ہو جائے اسے ایک آبِ حیات اور آبِ بقا مل گئی۔ ایسے شخص پر کبھی موت وارد نہیں ہوا کرتی۔

"اور ان لوگوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم ہے"۔ جن پر سے موت اٹھالی گئی ہو، جن کو ہمیشہ کی بقاء کا وعدہ دے دیا گیا ہو یعنی خدا کی طرف سے ان لوگوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ "یعنی جو شخص اپنے تمام قویٰ کو خدا کی راہ میں لگادے اور خالص خدا کے لئے اس کا قول اور فعل اور حرکت اور سکون اور تمام زندگی ہو جائے اور حقیقی نیکی کے بجالانے میں سرگرم رہے تو اس کو خدا اپنے پاس سے اجر دے گا اور خوف اور حزن سے نجات بخشے گا۔ یادر ہے کہ یہی اسلام کا لفظ کہ اس جگہ بیان ہوا ہے دوسرے لفظوں میں قرآن شریف میں اس کا نام استقامت رکھا ہے"۔

میں نے عرض کیا تھا کہ پہلے جو لفظ استقامت گزرا ہے اس کی تشریح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ ہی میں آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ پس اس اقتباس کے بعد میں اس خطبۂ جمعہ کو ختم کروں گا۔ فرمایا، "دوسرے لفظوں میں قرآن شریف میں اس کا نام استقامت رکھا ہے جیسا کہ وہ یہ دعا سکھلاتا ہے۔ اِھدِنَا الصِّرَاطَ الْمُستَقِیمَ صِراطَ الَّذِینَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِم" یعنی ہمیں استقامت کی راہ پر قائم کر اور ان لوگوں کی راہ جنہوں نے تجھ سے انعام پایا۔ ان لوگوں کی راہ استقامت کی راہ تھی جو انبیاء تھے اور ان لوگوں کی راہ استقامت کی راہ تھی جو صدیق تھے جو کامل وفا کے ساتھ اپنے انبیاء کے پیچھے چلتے رہے اور ان لوگوں کی راہ استقامت کی راہ پر تھے جو اس قافلے کے پیچھے پیچھے آرہے تھے مگر تھے اسی قافلے کا حصہ۔ وہ آگے تو نہ بڑھ سکے مگر پہلوں کی قدموں کی خاک چومتے ہوئے اسی راہ پر انہوں نے اپنی زندگی ختم کی۔ فرمایا یہ ہے استقامت کی راہ۔

دعا کا ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں یہ ہے "ہمیں استقامت کی راہ پر قائم کر، ان لوگوں کی راہ جنہوں نے تجھ سے انعام پایا اور جن پر آسمانی دروازے کھلے۔ واضح رہے کہ ہر ایک چیز کی وضع استقامت اس کی علتِ غائی پر نظر کر کے سمجھی جاتی ہے"۔ اب یہ بہت گہرا کلام ہے جسے لازماً سمجھائے بغیر آپ کو سمجھ نہیں آئے گی۔ "ہر ایک چیز کی وضعِ استقامت اس کی علتِ غائی پر نظر رکھ کے سمجھی جاتی ہے"۔ استقامت کے لئے پہلے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اس چیز کا مقصد کیا تھا، اس کے بنانے کا مقصد کیا تھا، اس کی استقامت اس مقصد کے مطابق ڈھالی جائے گی یعنی اس کی استقامت کی صلاحیتیں جو اس کا مقصد تھا اس کے مطابق بنائی جانی ضروری ہیں۔

"انسان کے وجود کی علتِ غائی یہ ہے کہ نوعِ انسان خدا کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ پس انسانی وضع استقامت یہ ہے کہ جیسا کہ وہ اطاعت ابدی کے لئے پیدا کیا گیا ہے ایسا ہی در حقیقت خدا کے لئے ہو جائے"۔ پیدا کرنے کی غرض یہ تھی کہ ہمیشہ خدا کی عبادت کرے، ہمیشہ اس کی پیروی کرے۔ **اگر اس غرض کے مطابق وہ ہو جاتا ہے تو یہ اُس کی استقامت ہے۔ محض راہ کی تکلیفوں کو برداشت کرنا استقامت کا نام نہیں ہے۔** یہ تشریح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہمیں بتلا رہی ہے کہ اگر ہم عبادت کی خاطر پیدا کئے گئے تھے تو ہماری استقامت کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا سارا وجود عبادت کی خاطر خاص ہو جائے اور کلیۃً اللہ کا ہو جائے۔

"اور جب وہ اپنے تمام قویٰ سے خدا کے لئے ہو جائے گا تو بلاشبہ اس پر انعام نازل ہو گا جس کو دوسرے لفظوں میں پاک زندگی کہہ سکتے ہیں۔ صِراطَ الَّذِینَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِم میں اَنْعَمْتَ عَلَیْھِم کا ترجمہ ہے۔ "تو یقیناً اس پر انعام نازل ہو گا"۔ اب انعام کا عام معنیٰ یہ لیا جاتا ہے کہ اس کو کئی قسم کی نعمتیں ملیں گی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ معنے نہیں فرما رہے "جس کو دوسرے لفظوں میں پاک زندگی کہہ سکتے ہیں"۔ یعنی انعام سے مراد ہی پاک زندگی ہے۔ **جب خدا کی طرف سے پاک زندگی مل گئی تو یقین کرو کہ یہ انعام ہے اور اگر پاک زندگی نہیں ملی اور دنیا کی نعمتیں ملی ہیں تو محض اس دھوکے میں مبتلا نہ رہنا کہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے** جس نے ثابت کر دیا کہ آپ صراط مستقیم پر قائم تھے۔

پس پاک زندگی اصل مقصود ہے، اصل مطلوب ہے اگر پاک زندگی ہم سب کو نصیب ہو جائے تو یہی زندگی کا وہ مقصد ہے جو ہم نے پالیا پھر ہم یہ کہتے ہوئے جان جانِ آفریں کے سپرد کر سکتے ہیں کہ فُزْتُ بِرَبِّ الْکَعْبَۃِ خدا کی قسم، میں ربّ کعبہ کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ میں کامیاب ہو گیا۔ اللہ ہمیں یہ کامیابی عطا فرمائے۔

بقیہ صفحہ : 9

درجہ پر رہے کہ اپنے عیبوں اور گناہوں کو محسوس کرتے ہوں بلکہ اب وہ نیکی کی طرف اس قدر قدم اُٹھانے لگے کہ صلاحیت کے کمال کو نصف تک طے کر لیا اور کمزوریوں کے مقابل پر نیک اعمال کی بجا آوری میں طاقت پیدا ہو گئی اور اس طرح پر درمیانی حالت انکو حاصل ہو گئی اور پھر وہ لوگ روح القدس کی طاقت سے بہرہ ور ہو کر ان مجاہدات میں لگے کہ اپنے پاک اعمال کے ساتھ شیطان پر غالب آجائیں۔ تب انہوں نے خدا کے راضی کرنے کیلئے ان مجاہدات کو اختیار کیا جن سے بڑھ کر انسان کیلئے متصور نہیں انہوں نے خدا کی راہ میں اپنی جانوں کی خس و خاشاک کی طرح بھی قدر نہ کی۔ آخر وہ قبول کئے گئے۔ اور خدا نے ان کے دلوں کو گناہ سے بکلی بیزار کر دیا اور نیکی کی محبت ڈال دی۔

(چشمہ معرفت خاتمۃ الکتاب صفحہ ۵۶-۵۷)

جو اخلاق فاضلہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن شریف میں ذکر ہے وہ حضرت موسیٰ سے ہزارہا درجہ بڑھ کر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام اخلاق فاضلہ کا جامع ہے جو نبیوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا ہے "اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیمٍ" تو خلق عظیم پر ہے اور عظیم کے لفظ کے ساتھ جس چیز کی تعریف کی جائے عرب کے محاورہ میں اس چیز کے انتہائے کمال کیطرف اشارہ ہوتا ہے مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ یہ درخت عظیم ہے تو اس سے یہ مطلب ہو گا کہ جہاں تک درختوں کیلئے طول و عرض اور تناوری کا ممکن ہے وہ سب اس درخت میں حاصل ہے ایسا ہی اس آیت کا مفہوم ہے کہ جہاں تک اخلاق فاضلہ و شمائل حسنہ نفس انسانی کو حاصل ہو سکتے ہیں وہ تمام اخلاق کاملہ تامہ نفس محمدی میں موجود ہیں سو یہ تعریف ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ (براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۹)

اعلان دُعا

خاکسار ہر وقت پریشان رہتا ہے جملہ پریشانیوں کے ازالہ اور تمام افراد خاندان کی صحت و تندرستی درازی عمر اور دینی و دنیاوی ترقیات کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔

(عاشق خان قائد مجلس نرگاؤں اڑیسہ)

ہیلتھ سروسز خرچ ساری دُنیا کے دفاعی خرچ کا صرف ۳ فیصد

جنیوا ۲۶ر مئی (یو این او) کے ایک اندازہ کے مطابق ساری دنیا میں ہر سال مہیا کروائی جانے والی صحت خدمات پر ۲۵ ارب ڈالر لاگت آتی ہے جو کہ دنیا کے کل فوجی اخراجات ۸۰۰ ارب ڈالر کا صرف ۳ فیصد ہے۔ یہاں ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے ۵۱ ویں تقریب میں کیوبا کے صدر مملکت فیڈل کاسٹرو نے کہا کہ ۲۱ ویں صدی میں سبھی کے لئے ہیلتھ سروسز مہیا کروانے کیلئے سبھی کو مل جل کر کوشش کرنی چاہئے۔ انہوں نے سوال کئے کہ کیوں ہر سال ایک کروڑ بیس لاکھ بچے پانچ برس سے کم عمر کے مر جاتے ہیں؟ کیوں پانچ برس سے کم عمر کے ۲۰ کروڑ بچے بھکمری کے شکار ہیں؟ کیوں ۱۱ کروڑ بچے ابتدائی تعلیم سے بھی محروم ہیں؟ اس سلسلہ میں انہوں نے آگے کہا کہ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن اور یونیسف کی سبھی کوششوں کے باوجود ساٹھ کروڑ بچے اڑھائی کروڑ والدات ڈاکٹری علاج کے بغیر دم توڑ دیتی ہیں۔ انٹر نیشنل کمپنیاں اپنی دوائیوں کی قیمت لگاتار بڑھا رہی ہیں اور وہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کی پہنچ سے دور ہو رہی ہیں۔

قسط دوم آخری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی گواہی کی روشنی میں

تقریر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان بر موقع جلسہ سالانہ قادیان دارالامان دسمبر ۱۹۹۷ء

سامعین کرام ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ کے متعلق "تحمل الکل" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جس کا واضح مطلب وہی ہے جو مثالوں کے ذریعہ اوپر پیش کر آیا ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت ام المؤمنین کے یہ الفاظ صرف معنوی ہی نہیں بلکہ ظاہری صداقت کو بھی لئے ہوئے ہیں جبکہ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ایک بڑھیا جو اپنی گٹھڑی کے بوجھ سے راستہ میں دبی جارہی تھی غریبوں کے ہمدرد اور ضعیفوں کے مشفق سرور کائنات اسے فرماتے ہیں۔ مائی۔ بوجھ مجھے اٹھوا دو میں اسے منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہوں وہ بڑھیا حیران ہوئی کہ یہ کون ہے جو ایسے دور میں بھی کمزور اور محتاجوں کا مشفق و مونس ہے۔ حضور ﷺ نے اس کمزور بڑھیا کا سامان اٹھالیا اور جب منزل مقصود تک پہنچا دیا تو بڑھیا بولی اے ہمدرد اور مشفق نوجوان میں تجھے اس خدمت کا صلہ تو نہیں دے سکتی البتہ ایک نصیحت کرتی ہوں کہ مکہ میں ایک جادوگر محمد نام کا ہے وہ لوگوں پر جادو کر دیتا ہے تو اس سے بچ کر رہنا آپ ﷺ نے نہائت تحمل سے مسکراتے ہوئے اس بڑھیا سے فرمایا کہ وہ محمد تو میں ہی ہوں جس کے متعلق لوگوں نے غلط مشہور کر رکھا ہے بڑھیا شرمندگی اور حیرت کے ملے جلے جذبات میں بولی کہ اگر تو محمد ہے تو خدا کی قسم یہ بات غلط نہیں تیرا جادو تو واقعی مجھ پر چل چکا ہے یہ کہہ کر وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئی۔

وتکسب المعدوم

محترم سامعین حضرت ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ کے اخلاق فاضلہ کے ضمن میں ایک تیسری بات یہ بیان فرمائی تھی کہ آپ کو اللہ تعالیٰ ہرگز ضائع نہیں کرے گا کیونکہ آپ گمشدہ نیکیوں کو کماتے ہیں۔

جس وقت آنحضور ﷺ دنیا میں تشریف لائے تو بہت سی ایسی اخلاقی خوبیاں تھیں جو کہ دنیا سے مفقود تھیں اگرچہ بعض قسم کے اخلاق میں عرب لوگ اس دور میں بھی معروف تھے اور جو اخلاق قوم میں جاری ہوں انہیں بجالانا بہت آسان ہوتا ہے جن اخلاق سے قوم آشنا نہ ہو ایسے اخلاق کو بجالانا دراصل ان اخلاق کو کمانا ہی کہلائے گا اس لئے ام المؤمنین نے ایسے اخلاق کیلئے تکسِبُ کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔

جو اخلاق ان دنوں عربوں میں معدوم تھے اگر ایسے اخلاق بے شمار ہیں جنہیں حضور ﷺ نے نہ صرف زندہ کیا بلکہ قوم میں ان کو زندگی بخشی وقت کی رعایت سے صرف چند ایک کا ذکر کروں گا ان میں سے پہلے نمبر پر وہ اخلاق ہیں جن کا تعلق عورتوں کے حقوق سے ہے اس تاریک دور میں عورت کو ایک نہایت ذلیل چیز اور عیاشی کا کھلونا سمجھا جاتا تھا یعنی عورت کی پیدائش کو قومی ذلت اور نوجوان عورت سے شہوانی جذبات کی تسکین ایک قابل فخر فعل قرار دیا جاتا تھا۔

(اس تفصیل کو اگر کوئی دیکھنا چاہے تو عربی کی مشہور شاعری کی کتاب دیوان الحماسہ کے باب مزمۃ النساء میں مطالعہ کر سکتا ہے)

چنانچہ عورت کی پیدائش کے وقت ہی گھر میں گویا کہرام مچ جاتا اور کوشش کی جاتی کہ اس ذلت کو جلد سے جلد کسی طرح زمین کے غلاف میں لپیٹ دیا جائے چنانچہ بدقسمت باپ خود اپنے ہاتھ سے گڑھا کھودتا اور اپنی معصوم بیٹی کو جس نے دنیا میں ابھی آنکھیں بھی نہ کھولی ہوتیں گڑھے میں دھکیل کر اوپر سے اپنے ظالم ہاتھوں سے مٹی ڈالتا یہاں تک کہ وہ معصوم لڑکی اس کے باپ کی آنکھوں سے ہمیشہ ہمیش کیلئے دنیا سے غائب ہو جاتی۔

اس قابل نفرین اور مکروہ کام کو آنحضور ﷺ نے ہمیشہ ہمیش کیلئے حرام قرار دیا اور ایسے باپ کو بچی کا قاتل قرار دیا اور اس سے سخت نفرت کا اظہار کیا اور اس کے مقابل پر آپ نے یہ تعلیم دی کہ جو شخص بیٹیوں کی صحیح پرورش کرے گا اور پھر ان کی شادی کرے گا تو میں اور وہ جنت میں ساتھی ہوں گے۔

آپ نے نہ صرف بیٹیوں کی پرورش اور ان سے حسن سلوک کی تعلیم دی بلکہ ان کو باپ اور ماں کے ورثہ میں بھی شریک قرار دیا اسلام سے قبل حالت یہ تھی کہ عورت شادی کے بعد تمام عمر کیلئے خاوند کی غلام سمجھی جاتی اور ماں باپ یا خاوند کے ورثہ کی حقدار نہ ہوتی تھی اسلام سے قبل دنیا کے کسی مذہب نے عورتوں کے ایسے حقوق قائم نہیں فرمائے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

"وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ"

کہ عورتوں سے نہایت نرمی اور نیکی سے معاشرت کرو۔

آنحضرت ﷺ نے نہ صرف اس فرمان الٰہی کی تعلیم دی بلکہ تمام عمر اس پر عمل بھی کر کے دکھایا۔

آپ نے فرمایا:-

اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَاناً اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا وخِیَارُکُم خِیَارُکُم لِنِسَاءِ ھِمْ (ترمذی)

کہ مسلمانوں میں کامل مومن وہ ہے جس کا خلق اچھا ہو اور تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنی بیوی سے اچھی طرح پیش آئے۔ احادیث میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی اندر کی مصروفیت کا تذکرہ کچھ اس طرح ہے جو حضور کے حسین اخلاق فاضلہ کی ایک سنہری جھلک ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر میں کیا معمول تھا؟

"قَالَتْ کَانَ یَکُوْنُ فِی مِھْنَةِ اَھْلِہٖ تَعنِی فِی خِدمَةِ اَھلِہٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ خَرَجَ اِلَی الصَّلٰوةِ○

کہ آپ اپنے اہل کے ساتھ ان کے محنت کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے تھے جب نماز کا وقت آجاتا تو پھر نماز کیلئے تشریف لے جاتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے:-

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری باتوں میں کامل نمونہ ہیں آپ کی زندگی میں دیکھو کہ آپ عورتوں کے ساتھ کیسے معاشرت کرتے تھے میرے نزدیک وہ شخص بزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابلہ میں کھڑا ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کا مطالعہ کرو تا تمہیں معلوم ہو کہ آپ ایسے خلیق تھے باوجودیکہ آپ بڑے بارعب تھے لیکن اگر کوئی ضعیفہ عورت بھی آپ کو کھڑا کرے تو آپ اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک کہ وہ اجازت نہ دے۔

(الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۲)

دوسری بڑی نیکی اور عظیم قومی اخلاق جو کہ زمانہ جاہلیت میں مفقود و معدوم تھا وہ مذہبی رواداری سے متعلق تھا۔

عرب کے اکثر لوگ تو مشرک تھے جو خود بھی کئی فرقوں میں منقسم تھے علاوہ ان کے یہود و نصاریٰ بھی قلیل تعداد میں تھے لیکن یہ سب لوگ ایک دوسرے سے شدید متنفر تھے۔ اور دلوں میں بغض کا جذبہ رکھتے تھے قرآن مجید جب آیا تو اگرچہ قرآن مجید نے بھی شرک و بت پرستی کے خلاف مسلمانوں کو تعلیم دی لیکن پھر بھی مسلمانوں کو بتوں کو گالیاں دینے سے منع فرمایا۔ فرمان الٰہی ہے:

فَلَا تَسُبُّوا الَّذِینَ یَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوااللّٰہَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلمٍ (سورۃ الانعام)

کہ وہ لوگ جو اللہ کے علاوہ دیگر چیزوں کو پکارتے ہیں ان کو بھی گالیاں نہ نکالا کرو ورنہ وہ بھی اللہ کو گالیاں دیں گے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں مذہبی رواداری اور قوت برداشت سے متعلق قومی اخلاق معدوم ہو چکے تھے لوگ ایک دوسرے کے مذہب کو اور بتوں کو گالیاں نکالنے سے گریز نہیں کرتے تھے۔

سرور کائنات نے مذہبی رواداری سے متعلق نہ صرف قوت برداشت کے خلق کو قائم فرمایا بلکہ سب مذاہب کو جہاں تک ممکن ہو سکتا ہے ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا ہونے کی قرآنی تعلیم دی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰۤاَھْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلاَّ نَعْبُدَ اِلاَّ اللّٰہَ.

کہ اے اہل کتاب کم از کم اس قدر مشترک پر ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو جاؤ کہ ہم اللہ کے علاوہ دوسروں کی عبادت نہیں کرتے گویا سرور کائنات کی ہمیشہ یہی کوشش رہتی کہ کسی طرح دنیا کے تمام لوگ کم از کم قدر مشترک پر اکٹھے ہو کر پھر وہاں سے زیادہ سے زیادہ مشترک کی طرف پرواز کریں۔

اس مذہبی رواداری کے فقدان کے نتیجہ میں ایک دوسرے کے زندے تو درکنار ایک دوسرے کے مُردوں کا بھی احترام نہیں کیا جاتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معدوم خلق کو رائج فرمایا ایک مرتبہ ایک یہودی کا جنازہ جارہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے احترام میں کھڑے ہوگئے صحابہ نے سابقہ دستور کے مطابق عرض کیا حضور یہ تو یہودی کا جنازہ ہے۔ فرمایا یہودی بھی تو انسان ہوتے ہیں اللہ اللہ کیا احترام آدمیت ہے۔ اور کیا احترام مذہب ہے اور کیا عظیم جذبہ رواداری ہے۔

تقری الضیف

ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جن اخلاق فاضلہ کا ذکر فرمایا تھا ان میں سے ایک آپ کا خُلق مہمان نوازی بھی تھا حضور انور شروع سے ہی بے حد مہمان نواز اور خلیق تھے۔

مہمان نوازی تو لوگ کرتے ہیں اپنوں کی بھی پرایوں کی بھی اور یہ خلق زمانہ جاہلیت میں بالعموم رائج بھی تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہمان نوازی اوروں سے یکسر مختلف تھی آپ کی مہمان نوازی ان لوگوں کیلئے بھی جن کو آپ جانتے تھے اور جن کو آپ نہیں جانتے تھے۔ آپ کی مہمان نوازی مسلمانوں کیلئے بھی اور غیر مسلموں کیلئے بھی آپ کی مہمان نوازی دوستوں کیلئے بھی تھی اور دشمنوں کیلئے بھی تھی۔

آپ کے جذبۂ مہمان نوازی کا ایک عظیم واقعہ جسے تاریخ نے ریکارڈ کیا ہے اور جس سنہرے واقعہ میں بالعموم آپ کی مہمان نوازی کے سارے ہی پہلوؤں کی جھلک نظر آتی ہے پیش کرتا ہوں۔

"ایک مرتبہ ایک یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا گفتگو کے دوران رات زیادہ ہوئی تو وہ شخص حضور کے گھر میں ہی سو گیا رات کے کھانے میں ضرورت سے زیادہ دودھ پی لینے کی وجہ سے اس کا معدہ خراب ہوگیا اور اس نے غلاظت سے بستر خراب کر دیا اور صبح ہونے سے قبل ہی شرمندگی کے باعث بغیر اجازت لئے چلا گیا لیکن جاتے ہوئے اپنی ایک قیمتی تلوار بھول کر چلا گیا۔

صبح ہوئی پیارے آقا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مہمان کی خبر لینے حاضر ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بستر خالی ہے اور بدبودار غلاظت سے بھرا ہوا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت افسوس کرنے لگے کہ خدا جانے مہمان رات کتنی تکلیف میں رہا اور شرمندگی اُٹھا کر بیماری کی حالت میں ہی چلا گیا آپ اظہار افسوس فرماتے تھے اور اپنے پاکیزہ ہاتھوں سے مہمان کی غلاظت کو صاف کرنے لگے صبح ہوئی اور صحابہ بھی مہمان کی خبر لینے آئے تو دیکھ کر سکتہ طاری ہو گیا کہ حضور منہ سے مہمان کی تکلیف پر افسوس کر رہے ہیں اور ہاتھوں سے اس کی غلاظت صاف کر رہے ہیں۔ موجود صحابہ نے عرض کیا جان و دل سے پیارے آقا آپ یہ کام نہ کریں ہمیں دیں ہم صاف کرتے ہیں فرمایا نہیں نہیں یہ میرا مہمان تھا اور اس کی خدمت میرا حق ہے۔

اتنے میں مہمان جو اپنی تلوار بھول گیا تھا اور اس کے نقصان ...اشت نہیں کر سکتا تھا واپس آیا حضور نے پیار سے صحت کے بارے پوچھا۔ مہمان نے جب حضور کی اس حالت کو دیکھا تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔"

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق مہمان نوازی کا یہ ایک ایسا عظیم واقعہ ہے کہ جس میں آپ ایک غیر قوم کے نا آشنا شخص کی مہمان نوازی دعوت الی اللہ کے جذبہ سے کرتے ہیں مہمان نہایت بری حرکت کرتا ہے جسے نہ صرف آپ برداشت فرماتے ہیں بلکہ اس کی خدمت کو خوشدلی سے اپنا حق خیال فرماتے ہیں۔ اللہ اللہ ہے کوئی جو روئے زمین پر مہمان نوازی کی ایسی اعلیٰ وارفع مثال پیش کر سکے۔

سامعین کرام بالعموم لوگ مہمان نوازی کا مطلب سمجھتے ہیں کہ اگر اپنے پاس ضرورت کیلئے وافر موجود ہو تو آنے والے مہمان کو بھی اس میں سے کچھ دیا جا سکتا ہے لیکن مہمان نوازی میں چھپے ہوئے ایثار و قربانی کے جذبہ کو یکسر فراموش کر دیتے ہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمان نوازی کے اس پوشیدہ جذبہ اور مدفون خلق کو زندہ کیا نہ صرف خود زندہ کیا بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں میں بھی جاری فرما دیا۔

ایک مرتبہ ایک شخص حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسلام کے ابتدائی دور کی اور نہایت غربت کے زمانہ کی بات ہے ان دنوں حضور آنے والے مہمانوں کو مختلف صحابہ میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ ایک رات ایک مہمان آیا اور حسب معمول ایک صحابی جن کے اپنے گھر میں کھانا مناسب مقدار میں موجود نہ تھا اپنے ساتھ لے گئے ان کی بیوی نے کہا کہ گھر میں صرف بچوں کیلئے کھانا ہے۔ اور ہم دونوں کیلئے بھی نہیں ہے اس ایثار پیشہ قربانی کے پیکر صحابی نے کہا کہ بچوں کو کسی طرح سُلا دو اور اس مہمان کو کھانا کھلاتے وقت کسی طرح چراغ بجھا دینا اور خود اس طرح اظہار کریں گے گویا ہم لوگ کھانا کھا رہے ہیں اور اندھیرے میں مہمان پیٹ بھر کر کھانا کھا لے گا اس رات وہ صحابی اور اس کی اہلیہ ایثار سے بھرپور اس مہمان نوازی پر بے حد خوش ہوئے اور اللہ بھی آسمان پر خوش ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر دی اور قرآن مجید میں اس مہمان نوازی کو رہتی دنیا تک اس طرح محفوظ فرما دیا۔

وَيُؤْثِرُونَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

کہ یہ صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم اور تاثیر کن تعلیم کے تحت نہ صرف مہمان نواز بلکہ مہمان نوازی میں ایثار و قربانی کرنے والے ہیں۔

وتعین علی نوائب الحق

ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نزول وحی کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ اللہ آپ کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا کیوں کہ آپ اپنے جائز حقوق کی خاطر ستائے گئے لوگوں کے حقوق دلانے میں ہر طرح ان کی مدد کرتے ہیں۔

اس میں دراصل حضرت ام المؤمنینؓ نے اس حِلْفُ الْفُضُول کی طرف اشارہ فرمایا تھا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شامل تھے حلف الفضول کے اس عظیم اور سنہری واقعہ کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے دیباچہ تفسیر القرآن میں یوں روشنی ڈالی ہے۔ فرماتے ہیں:

"مکہ اور اس کے گردونواح کے قبائل کی لڑائیوں سے تنگ آکر جب مکہ کے کچھ نوجوانوں نے ایک انجمن بنائی جس کی غرض یہ تھی کہ وہ مظلوموں کی مدد کیا کرے گی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے شوق سے اُس مجلس میں شامل ہو گئے اس مجلس کے ممبروں نے ان الفاظ میں قسمیں کھائی تھیں کہ:

"وہ مظلوموں کی مدد کریں گے اور اُن کے حق ان کو لیکر دیں گے جب تک کہ سمندر میں ایک قطرہ پانی کا موجود ہے اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکیں گے تو وہ خود اپنے پاس سے مظلوم کا حق ادا کر دیں گے"۔

شاید اس قسم پر عمل کرنے کا موقعہ آپ کے سوا اور کسی کو نہیں ملا جب آپ نے دعویٰ نبوت کیا اور سب سے زیادہ مکہ کے سردار ابو جہل نے آپ کی مخالفت میں حصہ لیا اور لوگوں سے یہ کہنا شروع کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کوئی بات نہ کرے ان کی کوئی بات نہ مانے ہر ممکن طریق سے ان کو ذلیل کرے اس وقت ایک شخص جس نے ابو جہل سے کچھ قرضہ وصول کرنا تھا مکہ میں آیا اور اس نے ابو جہل سے اپنے قرضہ کا مطالبہ کیا۔ ابو جہل نے اس کا قرض ادا کرنے سے انکار کر دیا اس نے مکہ کے بعض لوگوں سے اس امر کی شکایت کی اور بعض نوجوانوں نے شرارت سے اسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ بتایا کہ ان کے پاس جاؤ وہ تمہاری اس بارہ میں مدد کریں گے ان کی غرض یہ تھی کہ یا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس مخالفت کے مدنظر جو مکہ والوں کی طرف سے عموماً اور ابو جہل کی طرف سے خصوصاً ہو رہی تھی اس کی امداد کرنے سے انکار کر دیں گے اور اس طرح عربوں میں ذلیل ہو جائیں گے اور قسم توڑنے والے کہلائیں گے یا پھر آپ اس کی مدد کیلئے ابو جہل کے پاس جائیں گے اور وہ آپ کو ذلیل کر کے اپنے گھر سے نکال دے گا جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ شخص گیا اور اس نے ابو جہل کی شکایت کی تو آپ بلا تامل اُٹھ کر اس کے ساتھ چل دیئے اور ابو جہل کے دروازہ پر جا کر دستک دی ابو جہل گھر سے باہر نکلا اور دیکھا کہ اس کا قرض خواہ محمد رسول اللہ کے ساتھ اس کے دروازہ پر کھڑا ہے آپ نے فوراً اسے توجہ دلائی کہ اس شخص کا تم نے فلاں فلاں حق دینا ہے اس کو ادا کرو اور ابو جہل نے بلا چوں چرا اس کا حق اسے ادا کر دیا۔ جب شہر کے دوسرے رؤساء نے ابو جہل کو ملامت کی کہ تم ہم کو تو یہ کہا کرتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ذلیل کرو اور اس سے کوئی تعلق نہ رکھو لیکن تم نے خود اس کی بات مانی اور اس کی عزت قائم کی تو ابو جہل نے کہا خدا کی قسم اگر تم میری جگہ ہوتے تو تم بھی یہی کرتے میں نے دیکھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دائیں اور بائیں مست اونٹ کھڑے ہیں جو میری گردن مروڑ کر مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کی روایت میں کوئی صداقت ہے یا نہیں آیا اسے واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے کوئی نشان دکھلایا تھا یا صرف اس پر حق کا رعب چھا گیا اور اس نے یہ دیکھ کر کہ سارے مکہ کا مطعون اور مقہور انسان ایک مظلوم کی حمایت کے جوش میں اکیلا بغیر کسی ظاہری مدد کے مکہ کے سردار کے دروازے پر کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ اس شخص کا جو حق تم نے دینا ہے وہ ادا کر دو تو حق کے رعب نے اس کی شرارت کی روح کو کچل دیا اور اسے سچائی کے آگے سر جھکانا پڑا"۔

(دیباچہ تفسیر القرآن صـــ۱۱۱-۱۱۲)

سامعین کرام! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی حسین اخلاق فاضلہ تھے جنہوں نے دنیا میں ایک عظیم انقلاب پیدا کر دیا آپ کی زندگی میں اسلامی معاشرہ میں یہ اخلاق تاریک رات کے ان گنت ستاروں کی طرح چمکتے رہے اور آپ کے بعد خلفاء راشدین کے مبارک دَور میں یہی اخلاق عرب سے باہر نکل کر اپنی روشنی کی کرنیں عجم کے درودیوار اور ان کے ایوانوں پر بھی بکھیرنے لگے اور ایک دنیا ان حسین اخلاق سے جگمگانے لگی۔ ایران پر ان اخلاق کا سایہ پڑا۔ عراق کو ان اخلاق نے معطر کیا۔ اور پھر شام و مصر سے نکل کر یہ اخلاق اسپین کے ان انسانوں پر بھی پڑے جو اس دور میں اخلاقی اعتبار سے جانوروں کی سی زندگیاں بسر کر رہے تھے۔ اور پھر انہی سنہری اخلاق نے ان کی زندگیوں میں ایک انقلاب پیدا کر دیا تھا۔

لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ اخلاق فاضلہ جو ایک زمانے تک پوری دنیا کو فیضیاب کرتے رہے آج خود مسلمانوں میں بھی مفقود ہیں۔

دراصل یہ سب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں میں پہلے سے موجود تھا آپ نے صاف فرمایا تھا کہ بشمول مسلمانوں کے تمام دنیا میں پھر ایک تاریک دَور آجائے گا اور اس دَور میں آپ کا غلام پھر سے اُن گم شدہ اخلاق کو جو روئے زمین سے ثریا ستارے میں جا پہنچیں گے دوبارہ واپس لائے گا۔

چنانچہ آج پھر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی امام مہدی مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انہی اخلاق فاضلہ کو زندہ کیا جا رہا ہے۔

خاکسار اپنی تقریر کے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کے متعلق آپ کے غلام اور روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کر کے اپنی تقریر کو ختم کرتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ جو صدر اسلام کا وقت تھا اس زمانہ پر ایک وسیع نظر ڈال کر ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نے کیونکر ایمان لانے والوں کو مذکورہ بالا ادنیٰ درجہ سے اعلیٰ درجہ تک پہنچا دیا کیونکہ ایمان لانے والے اپنی ابتدائی حالت میں اکثر ایسے تھے کہ جس حالت کو وہ ساتھ لیکر آئے تھے وہ حالت جنگلی وحشیوں سے بدتر تھی اور درندوں کی طرح ان کی زندگی تھی اور اس قدر بداعمالی اور بداخلاقی میں وہ مبتلا تھے کہ انسانیت سے باہر ہو چکے تھے اور ایسے بے شعور ہو چکے تھے کہ نہیں سمجھتے تھے کہ ہم بداعمال ہیں یعنی نیکی اور بدی کی شناخت کی حس بھی جاتی رہی تھی پس قرآنی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نے جو پہلا اثر ان پر کیا وہ یہ تھا کہ ان کو محسوس ہو گیا کہ ہم پاکیزگی کے جامہ سے بالکل برہنہ اور بداعمالی کے گند میں گرفتار ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ ان کی پہلی حالت کی نسبت فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ یعنی یہ لوگ چارپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت اور فرقان حمید کی دلکش تاثیر سے انکو محسوس ہو گیا کہ جس حالت میں ہم نے زندگی بسر کی ہے وہ ایک وحشیانہ زندگی ہے اور سراسر بداعمالیوں میں ملوث ہے تو انہوں نے روح القدس سے قوت پا کر نیک اعمال کی طرف حرکت کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ ان کے حق میں فرماتا ہے "وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ" یعنی خدا نے ایک پاک روح کے ساتھ ان کی تائید کی وہ وہی غیبی طاقت تھی جو ایمان لانے کے بعد اور کسی قدر صبر کرنے کے بعد انسان کو ملتی ہے۔ پھر وہ لوگ اس طاقت کے حاصل ہونے کے بعد نہ صرف اس

(باقی صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں)

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کا سالانہ اجتماع

بمقام باد کروئس ناخ

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کا انیسواں سالانہ اجتماع ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴ مئی ۱۹۹۸ء بمقام باد کروئس ناخ منعقد ہوا۔ سالانہ اجتماع کا باقاعدہ آغاز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ سے ہوا جس میں حضور نے جماعت جرمنی کو عموماً اور عالمگیر جماعت احمدیہ کو خصوصاً مالی قربانیوں کے تعلق سے قیمتی نصائح فرمائیں۔ اس سے قبل حضور انور نے ٹھیک ۲ بجے بعد دوپہر پرچم کشائی کی تقریب میں لوائے احمدیت اور جرمنی کا قومی جھنڈا لہرایا۔ اس موقع پر نیشنل امیر صاحب جرمنی صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ اور ممبران نیشنل عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی موجود تھے۔ ۔ کے ایک گروپ نے ترانۂ خدام پیش کیا۔ آخر میں حضور نے دعا کروائی۔

شعبہ رجسٹریشن نے ۲۱ مئی سے ہی نہایت منظم طریق پر اپنے کام کا آغاز کر دیا تھا۔ آج کی کل حاضری ۵۱۰۵ افراد ریکارڈ کی گئی جن میں خدام ۲۷۶۰، اطفال ۱۲۳۰، زائرین ۷۶۵ اور نو مبائعین ۳۵۰ شامل تھے۔

مجلس عرفان

آج کے دن کا دوسرا اہم پروگرام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی مجلس عرفان (اردو) تھی جس میں ہر خاص و عام کی دلچسپی کا یہ عالم تھا کہ پنڈال میں تل دھرنے کی جگہ نہ رہی تھی۔ اردو بولنے والوں کے علاوہ دوسری اقوام کے نو مبائعین نے بھی نہایت دلچسپی سے اس پروگرام کو سنا اور بعض نے سوالات بھی بھجوائے۔

شعبہ ٹرانسلیشن نے بہت عمدہ انتظام کے تحت ۸ زبانوں میں رواں ترجمہ کرنے کا انتظام کیا ہوا تھا۔

مجلس عرفان کیلئے جونہی حضور انور پنڈال میں تشریف لائے تو فضا دیر تک استقبالیہ نعروں سے گونجتی رہی۔ حضور انور سٹیج پر تشریف فرما ہوئے۔ بعد ازاں خدام، اطفال، وزائرین کو سوالات کا موقع دیا گیا۔ چند اہم سوالات یہ تھے کہ روس میں احمدیت کی ترقی کے بارے میں جو پیشگوئی ہے ظاہر میں اس کے پورا ہونے کے آثار کم ہیں؟ Klassenfahrt پر احمدی بچوں کو کیوں نہیں جانے دیا جاتا؟ حج کے موقعہ پر سفید چادر کیوں اوڑھتے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔ اس کے بعد حضور انور کی موجودگی میں مقابلہ نظم خوانی منعقد ہوا۔ جس میں منتخب ۶ خدام نے حصہ لیا۔ حضور نے اول آنے والے خادم کی نظم دوبارہ سننے کی خواہش ظاہر فرمائی اور اسے اپنا رومال عنایت فرمایا۔ یوں یہ دلچسپ تقریب اختتام کو پہنچی۔

جمعۃ المبارک اور خطبہ جمعہ کے بعد اجتماع کے پروگرام باقاعدہ شروع ہوئے۔ اسی طرح پنڈال میں علمی مقابلہ جات بھی منعقد ہوتے رہے۔ نو مبائعین کے لئے مخصوص علیحدہ پنڈال میں پروگرام تلقین عمل منعقد ہوا۔

شعبہ ضیافت اور ہومیو پیتھی نے بھی قابل رشک خدمت کی۔

ہفتہ ۲۳ مئی

آج اجتماع کا دوسرا دن صبح فجر کی نماز و درس القرآن سے شروع ہوا۔ اس درمیانی دن میں اطفال و خدام کے ورزشی مقابلہ جات کے سیمی فائنلز ہوئے۔ نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد علمی مقابلہ جات کے فائنلز ہوئے جس میں محترم نیشنل امیر صاحب جرمنی خاص مہمان کے طور پر شامل ہوئے۔

امسال "نوجوانوں کا خیمہ" کے نام سے ایک پنڈال بنایا گیا جس میں طالب علموں کیلئے بہت سا معلوماتی و تفریحی لٹریچر پیش کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ شہر کی مختلف تنظیموں مثلاً ماحولیاتی آلودگی سے متعلق تنظیم نے معلوماتی پوسٹرز آویزاں کئے۔ شہر کے میئر Arbeitsamt کے نمائندہ اور Um-welt کے نمائندہ یہاں تشریف لائے اور نوجوانوں کو اپنے اپنے متعلقہ ادارے کے بارہ میں معلومات فراہم کیں۔ ان معزز مہمانوں کو جماعت کی چند کتب تحفہ کے طور پر پیش کی گئیں۔

۲۴ مئی بروز اتوار

آج کے دن کا سب سے اہم پروگرام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کا اختتامی خطاب تھا جس میں خدام اطفال زائرین اور نو مبائعین کی ریکارڈ حاضری تقریباً دس ہزار تک پہنچ گئی۔

آج بھی حسب معمول دن کا آغاز نماز فجر و درس القرآن سے ہوا۔ بعد ازاں علمی و ورزشی مقابلہ جات کے فائنلز ہوئے۔ فٹ بال، کبڈی، والی بال اور باسکٹ بال کے سخت مقابلوں سے ناظرین بہت محظوظ ہوئے۔ حضور اقدس نے ازراہ شفقت ان فائنل مقابلوں کو ملاحظہ فرمایا۔

حضور انور کے ارشاد کے مطابق مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی نماز کے سکھانے کے سلسلہ میں جو مساعی کر رہی ہے اسی سلسلہ میں نو مبائعین کیلئے بھی سادہ نماز سکھانے کی کلاس ہوئی جس میں ۷۰ سے زائد خدام نے حصہ لیا۔

حضور اقدس کے ساتھ طلباء کی مجلس سوال و جواب ہوئی جس میں ۱۵ سے ۲۵ سال تک کے طلباء کی بھاری تعداد نے حصہ لیا۔ اس کے علاوہ بڑی تعداد دلچسپی رکھنے والوں کی پنڈال میں موجود رہی۔

محترم نیشنل امیر صاحب جرمنی اور محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ نے علمی و ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشنز حاصل کرنے والے خدام، اطفال اور نو مبائعین خدام و اطفال میں انعامات تقسیم فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے بعض مقابلوں میں اول آنے والوں کو انعامات اپنے دست مبارک سے عنایت فرمائے۔ ان انعامات میں حسن کارکردگی کی بنیاد پر علم انعامی اور کبڈی کی اول ٹیم کے انعامات شامل تھے۔

اختتامی تقریب میں محترم صدر مجلس نے خدام و اطفال سے خطاب فرماتے ہوئے انہیں نمازوں میں ترقی کرنے کی تاکید فرمائی۔ آخر میں آپ نے تمام حاضرین سے یہ وعدہ بآواز بلند لیا کہ وہ نمازوں میں باقاعدگی اختیار کریں گے۔

محترم امیر صاحب جرمنی نے اطفال و خدام سے خطاب کرتے ہوئے انہیں بہترین نمونہ بننے کی تاکید فرمائی۔ محترم صدر صاحب نے اجتماع کی مختصر رپورٹ بھی پیش کی۔

حضور اقدس کے ساتھ ہم آواز ہو کر تمام حاضرین نے خدام کا عہد دوہرایا اور بعد میں صدر صاحب نے جرمن زبان میں عہد دوہرایا۔

اختتامی خطاب ودعا

حضور پرنور نے قرآنی آیت "کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ ... الخ" کی تشریح میں خدام الاحمدیہ جرمنی کو لوگوں کیلئے مفید وجود بننے کی تاکید فرمائی جو فضیلت کے لئے شرط ٹھہرائی گئی ہے۔ حضور انور نے جماعت احمدیہ عالمگیر کو اس آیت کا مصداق قرار دیا۔

آپ نے خدام الاحمدیہ جرمنی کی ان مساعی پر نہایت خوشنودی کا اظہار فرمایا جو وہ نماز باترجمہ اور نماز کے سکھانے کے تعلق میں بجا لا رہی ہے الحمد للہ۔ آخر میں حضور انور نے پرسوز دعا کروائی اور تمام حاضرین کو ہاتھ ہلا کر خدا حافظ کہا۔ الوداعی نعروں کی گونج میں حضور انور پنڈال سے روانہ ہوئے۔

(نوید اقبال ناظم شعبہ رپورٹنگ)

ولادت

برادرم چوہدری منور احمد صاحب آف میامی امریکہ کو اللہ تعالیٰ نے دوسری بیٹی عطا فرمائی ہے جو مکرم مولوی تاج الدین صاحب مرحوم سابق ناظم دارالقضاء ربوہ کی پوتی اور مکرم چوہدری محمد اشرف صاحب ریٹائرڈ پرنسپل دارالعلوم ربوہ کی نواسی ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا کرے اور خادم دین بنائے نیز ان کی والدہ کیلئے بھی دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا کرے۔ آمین۔

(چوہدری مسعود احمد کارکن فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان)

طالب دعا:۔ محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم

M/S NISHA LEATHER

Specialist in Leather Belts, Leather
Ladies and Gents Bag, Jackets, Wallets etc.
19 A Jawahar Lal Nehru Road Calcutta - 700081 Ph: 2457153

اسم اعظم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۶ دسمبر ۱۹۰۲ء کو تحریر فرمایا:

"رات کو میری ایسی حالت تھی کہ اگر خدا کی وحی نہ ہوتی تو میرے اس خیال میں کوئی شک نہ تھا کہ میرا آخری وقت ہے۔ اسی حالت میں میری آنکھ لگ گئی۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ پر میں ہوں کہ تین بھینسے آئے ہیں۔ ایک ان میں سے میری طرف آیا۔ تو میں نے اسے مار کر ہٹا دیا پھر دوسرا آیا تو اسے بھی ہٹا دیا پھر تیسرا آیا اور وہ ایسا پُرزور معلوم ہوتا تھا کہ میں نے خیال کیا کہ اب اس سے مفر نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کی قدرت کہ مجھے اندیشہ ہوا تو اس نے اپنا منہ ایک طرف پھیر لیا۔ میں نے اس وقت کو غنیمت سمجھا کہ اس کے ساتھ رگڑ کر نکل جاؤں۔ میں وہاں سے بھاگا۔ اور بھاگتے ہوئے خیال آیا کہ وہ بھی میرے پیچھے بھاگے گا۔ مگر میں نے پھر کر نہ دیکھا۔ اس وقت خواب میں خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر مندرجہ ذیل دعا القاء کی گئی:

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ

ترجمہ: اے میرے رب ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے رب پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ اسم اعظم ہے اور یہ کلمات ہیں کہ جو اسے پڑھے گا ہر ایک آفت سے نجات ہوگی"۔ (تذکرہ صفحہ ۴۴۲، ۴۴۳)

اس کے بعد حضور علیہ السلام نے اپنے مختلف صحابہؓ کو اپنے خطوط میں رکوع و سجود اور قیام میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد بتکرار صدقِ دل، تذلل اور عجز سے یہ دعا پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ (مکتوبات جلد ۵ حصہ اول۔ صفحہ ۳۸)

بھارت کے شہری علاقوں میں شوگر اور دل کی بیماریاں بڑھ گئیں

انسولین کی مزاحمت بڑھنے سے بیماریاں شدید نوعیت اختیار کرنے لگیں

نئی دہلی ۲۵ر مئی (پی ٹی آئی) شہری بھارتی لوگوں میں انسولین کی بڑھ رہی مزاحمت سے لیپڈ (بلڈ فیٹ) کی بیماریاں شوگر اور دل کی بیماریاں تیزی سے بڑھتی جارہی ہیں آل انڈیا میڈیکل انسٹی چیوٹ کے ڈاکٹروں نے نئی دہلی اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں جو مطالعہ کیا ہے اس سے پتہ چلا ہے کہ شہری آبادی میں ایک ہزار لوگوں کے پیچھے ۹۶ء۷ لوگوں کو اور دیہات میں ایک ہزار کے پیچھے ۲۷ء۱ لوگوں کو دل کی بیماری تھی۔ ڈاکٹر انوپ مشرا نے بتایا کہ برطانیہ دکنی افریقہ 'ترینی داد، یوگنڈا، فجی اور دوسرے دیشوں میں بڑی تعداد میں رہ رہے بھارتیوں کے معائنہ سے بھی پتہ چلا ہے کہ ان میں بلڈ فیٹ زیادہ ہے اور یہ نسلی پس منظر کو ظاہر کرتا ہے۔ ڈاکٹر مشرا نے کہا کہ معدے کے قریب جو غدود ہارمون انسولین پیدا کرتی ہے اور وہ غیر موثر ہو جاتی ہے اس سے جسم سے ہارمون نکلتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں شوگر اور دل کی بیماری بڑھتی ہے۔ ڈاکٹر مشرا نے کہا کہ اصل میں انسولین کی مزاحمت کی وجہ سے شوگر ہائی بلڈ پریشر اور کلوسٹرول پیدا ہوتے ہیں۔

ٹی بی عورتوں کیلئے سب سے بڑی جان لیوا بیماری

جنیوا ۲۷ر مئی۔ موجودہ دور میں ٹی بی کی بیماری عورتوں کی سب سے زیادہ جان لیوا بیماری ہے۔ یہ انکشاف گذشتہ روز سویڈن میں ٹی بی پر ہوئی انٹرنیشنل ریسرچ میٹنگ میں کیا گیا۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کی طرف سے جاری ریلیز میں اس سلسلہ میں جانکاری دیتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ پوری دنیا میں ۹۰ کروڑ عورتیں اور لڑکیاں ٹی بی کی بیماری سے دوچار ہیں۔ ۱۵ سے ۴۴ سال کے بیچ کی قریباً ۱۰ لاکھ عورتیں اس برس کے آخر تک اس بیماری سے مرجائیں گی اور ۲۵ لاکھ کے قریب اس بیماری کے سبب بیمار ہوں گی۔

STAR ☎ 543105
CHAPPALS
WHOLE-SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP. BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

شریف جیولرز
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300

ESTD:1898
MFRS OF AR Y INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

EXPORTS & IMPORTS
All types of Leather jackets, Ladies bags, purse, hand gloves,
Organic Cotton (Garments & Baby Cloth)
Contact:
OCEANIC EXIM
57, BRIGHT STREET, CALCUTTA 700019 (INDIA)
PH: 2805209, 2474015 FAX : 91 - 33 - 2479163

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

بھارت میں تمباکو سے متعلقہ بیماریوں سے ہر سال ۶ء۳ لاکھ لوگ ملک میں مرتے ہیں

نئی دہلی ۳۰ مئی (پی ٹی آئی۔ یو این آئی) کل عالمی یوم تمباکو کے موقعہ پر ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن (ڈبلیو ایچ او) نے بھارت کو تمباکو کے استعمال کے خطرات سے سخت خبردار کیا ہے جس کے نتیجہ میں ملک میں ہر سال ۶ء۳ لاکھ لوگ زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں بھارت میں منہ کے کینسر کے کیسوں کی تعداد دنیا میں سب سے زیادہ ہے جو ملک میں کینسر کے سبھی کیسوں کا ایک تہائی ہیں۔ بھارتیہ مردوں میں کینسر کے آدھے کیسوں کیلئے اور عورتوں میں ایک چوتھائی کیلئے تمباکو ذمہ دار ہے ۲۵ بیماریوں کیلئے تمباکو کو ذمہ دار قرار دیا جاتا ہے جن میں دل کا عارضہ کینسر سانس کی تکلیف اور ہڈیوں کی بیماریاں شامل ہیں۔ بھارت میں تمباکو چبانے والی عورتوں کو مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں بچوں کا وزن کم ہوتا ہے اور زچگی میں ماؤں کی موت بھی ہو جاتی ہے۔ ڈبلیو ایچ او کے ڈائریکٹر اوٹون مختار رفیع نے خبردار کیا ہے کہ تمباکو انڈسٹری جنوب مشرقی ایشیا کی بھاری آبادی کو اپنا نشانہ بنانے کی کوشش میں ہیں جسے تمباکو انڈسٹری ایک منافع بخش مارکیٹ خیال کرتی ہے۔ عالمی سطح پر تمباکو کمپنیوں کی طرف سے زوردار ایڈورٹائزنگ کر کے بچوں اور نوجوانوں کو تمباکو کے استعمال کی جانب راغب کیا جاتا ہے ایڈورٹائزنگ کے ذریعہ تمباکو کے استعمال کو ایک طرح کی تفریح شائستگی جدید طرز زندگی نیز بلاغت و بغاوت کی علامت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے ڈاکٹر اوٹون کا کہنا ہے کہ تمباکو کے بڑھتے ہوئے استعمال کیلئے بہت سی باتیں ذمہ دار ہیں جیسے کہ قوت خرید میں اضافہ والدین کا اثر تمباکو کے نقصانات سے لاعلمی اور تمباکو کو صنعت کی طرف سے جارحانہ ایڈورٹائزنگ جس سے بچے اور نوعمر لوگ تمباکو کی طرف راغب ہو جاتے ہیں کل ڈبلیو ایچ او کی طرف سے "نو ٹوبیکو ڈے" منایا جارہا ہے جس کا موضوع ہے "گرو اپ ود آؤٹ ٹوبیکو" اور جس میں نوجوانوں کے نکوٹین کے عادی ہونے کے مسائل پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ ڈاکٹر اوٹون "ڈبلیو ایچ او" کے جنوب مشرقی ایشیا خطے کے ڈائریکٹر ہیں اسی سلسلہ میں دلی آئے ہیں اگرچہ بھارت میں خطے کے دیگر ممالک کے مقابلہ میں سگرٹوں کی کھپت بہت کم ہے لیکن تمباکو چبانے اور بیڑیاں پینے سے منہ کے کینسر میں اضافہ ہورہا ہے۔ ڈاکٹر اوٹون نے یو این آئی کو بتایا کہ بھارت میں ۷۰ فیصد سموکر بیڑی پیتے ہیں جبکہ عورتوں کی بڑی تعداد (۱۵ تا ۶۵ فیصد) اور نوجوان تمباکو چباتے ہیں ڈبلیو ایچ او کی طرف سے اس موقع پر جاری کردہ ایک رپورٹ کے مطابق بھارت میں ۱۵ سال سے اوپر کی عمر کے ۱۴۲ ملین مرد اور ۷۳ ملین عورتیں باقاعدہ تمباکو کا استعمال کرتی ہیں ۱۵ سے کم عمر کے اندازاً ۴ ملین بچے بھی تمباکو کا باقاعدہ استعمال کرتے ہیں تمباکو کے استعمال سے دیش میں سالانہ ۶۳.۵۰۰۰ ۱ اموات ہوتی ہیں۔ اس سال کے موضوع میں ڈبلیو ایچ او نے سرکاروں سبھی سیکٹروں، میڈیا، بزنس کمپنیوں، دیگر تنظیمات سکولوں مذہبی گروپوں خاندانوں اور افراد سے اپیل کی ہے کہ وہ خطے کے بچوں و نوجوانوں میں تمباکو کی وبا اور اس کے سنگین نتائج پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے نوجوانوں کو نکوٹین کے عادی ہونے سے بچائیں نیز بچوں اور نوجوانوں کا ماحولیاتی تمباکو کے دھوئیں کے خطرات سے تحفظ کریں۔ تمباکو انڈسٹری کی طرف سے بچوں اور نوجوانوں کو اس لئے بھی تمباکو کے استعمال کیلئے نشانہ بنایا جارہا ہے کہ طویل عرصہ تک تمباکو کے استعمال سے ہونے والی گاہکاروں کی اموات سے بزنس کو جو نقصان پہنچتا ہے اس کی تلافی دوسرے لوگوں کو تمباکو کا عادی بنا کر کی جائے خاص طور پر ایسے لوگوں کو جو جوانی میں قدم رکھ رہے ہوں اس بات کی تصدیق اس سے ہوتی ہے کہ ایڈورٹائزمنٹوں کے ذریعہ تمباکو کے عادی بچوں کی تعداد میں اضافہ ہورہا ہے ایک مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ صرف ۵ فیصد سموکر ۲۴ کی عمر میں تمباکو کا استعمال شروع کرتے ہیں جبکہ ۹۰ فیصد ۲۴ کی عمر میں تمباکو کا استعمال شروع کرتے ہیں جبکہ ۹۰ فیصد ۲۴ کی عمر سے پہلے ہی اس علت کے عادی ہو جاتے ہیں سگریٹ کمپنیوں کی طرف سے سپانسر کئے گئے کھیلوں کا نوجوان دلوں پر کیا اثر ہوتا ہے یہ جاننے کیلئے بھارت کے ۱۰ شہروں ۹۰۰۰ طلباء کا سروے کیا گیا جن کی عمر ۱۳ اور ۱۷ سال کے درمیان تھی اس سروے سے پتہ چلتا ہے کہ ونز ورلڈ کپ ۹۶ سیریز کے بعد ۱۳.۴ فیصد طلبا میں سگریٹ پینے کا شوق پیدا ہوا ۵ء۹۱ فیصد ولز سگریٹ کا استعمال کرتے ہیں جبکہ ۱۶ فیصد دوسرے کسی برانڈ کے سگریٹوں کا تمباکو صنعت کی طرف سے کھیلوں کی سپانسر شپ سے طلبا کے دلوں میں غلط فہمی پیدا ہو جاتی ہے پایا گیا کہ سپانسر شپ سے نہ صرف برانڈ کی مشہوری ہوتی ہے بلکہ ذاتی طور پر کچھ ایسا احساس بھی پیدا ہوتا ہے کہ سگریٹ پینے سے کرکٹ میں کارکردگی بہتر ہوتی ہے۔ بھارت کے نوجوانوں میں تمباکو کے استعمال باقی قومی رجحان کے اعداد و شمار تو میسر نہیں تاہم دیش کے مختلف حصوں میں کئے گئے مطالعات سے پتہ چلتا ہے کہ نوعمر لوگوں میں تمباکو کا استعمال بڑھ رہا ہے۔ گوا کے ۹ سکولوں میں ۱۶۶۸ بچوں کا سروے کرنے پر پایا گیا کہ ان میں سے ۱۸ فیصد تمباکو کے عادی تھے جو زیادہ تر بیڑی کا استعمال کرتے تھے یا تمباکو چباتے تھے تامل ناڈو کے مدورائی شہر میں ۲۱ تا ۲۵ سال کی عمر کی آبادی کا سروے کئے جانے پر پایا گیا کہ ان میں سے ۶۷ فیصد تمباکو کا استعمال کرتے تھے اور انہیں یہ لت ۱۰ سال کی عمر سے پہلے لگ چکی تھی۔ ڈبلیو ایچ او کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ تمباکو کے استعمال سے عالمی سطح پر ہر سال ۵ء۳ ملین اموات ہوئی ہیں۔ یعنی ۱۰ ہزار اموات ملک میں فی دن اس وقت دنیا میں ۱ء۱ بلین لوگ تمباکو کا استعمال کرتے ہیں جن میں سے سال ۲۰۲۰ تک ۱۰ ملین لوگوں کی موت ہو جائے گی ۱۹۸۵ سے خط کے ممالک نے ڈبلیو ایچ او کے ایما پر تمباکو کی وبا کو ختم کرنے کے کئی اقدام کئے ہیں۔ آرگنائزیشن سمجھتی کہ کچھ متواتر پالیسیوں کے ساتھ شروع کئے جانے سے بچوں میں تمباکو نوشی کے رجحان کو روکا جاسکتا ہے۔ تمباکو پر ٹیکس کی شرح بڑھانے سے نوجوانوں کی آسانی سے تمباکو تک رسائی مشکل ہوگی۔ اس کے علاوہ مختلف سیکٹر جیسے کہ تعلیم۔ قانون و انصاف مالی و اقتصادیاتی سیکٹر پلاننگ زراعت لیبر اور ماحولیات تمباکو کا استعمال روکنے میں نمایاں کردار ادا کرسکتے ہیں۔

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N 61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea :10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt Gurdaspur Punjab (INDIA)

Vol - 47 Thursday, 23th July 1998 Issue No :30

☎ (091) 01872-20751
20091
FAX (091) 01872-20105

منقولات
مسیح کو مارا جانے والا بھالا

خداوند یسوع مسیح کو صلیب پر جو بھالا مارا گیا تھا وہ روس کی آرمینیا چرچ کے صدر مقام اکمیادن کے کیتھیڈرل کے ساتھ بنے مذہبی عجائب گھر میں رکھا ہے۔ یوحنا ۱۹ : ۳۳ : ۳۴ میں لکھا ہے سپاہیوں نے جب یسوع کے پاس آکر دیکھا کہ وہ مر چکا ہے تو اس کی ٹانگیں نہ توڑیں مگر ان میں سے ایک سپاہی نے بھالے سے اس کی پسلی چھیدی اور فی الفور اس سے خون اور پانی بہہ نکلا۔ کالے رنگ کے اس بھالے کی نوک تیز اور تکونی ہے یہ سونے میں جڑی ہے۔

اس سے اگلے کیس میں نوح کی کشتی کا لکڑی کا ٹکڑا رکھا ہے۔ یہ کیتھیڈرل گرجہ ۳۰۴ء میں تعمیر کیا گیا۔ تین برس پہلے مسیحیت کو وہاں کا سرکاری مذہب بتایا گیا تھا۔ عجائب گھر کی کھڑکی سے دور پرے پہاڑ ارارات کی برفیلی چوٹیاں دکھائی دیتی ہیں جہاں سے چوتھی صدی میں مسیحی راہب کشتی کے کچھ ٹکڑے اٹھا کر لائے تھے۔ یہ پہاڑ اب ترکی کے علاقہ میں ہے۔ مسیح کو مارا جانے والا بھالا سینٹ بار تھولو میو یہاں لائے تھے۔ (مسیحی دنیا، دہلی جون ۹۸ء)

امام مہدی کا ظہور ہو گیا ہے

تنظیم اسلامی کے امیر اور تحریک خلافت پاکستان کے داعی ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا ہے کہ مجھے یقین ہے کہ امام مہدی کا ظہور ہو گیا ہے۔ لیکن مجھے معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں اور کون ہیں ؟ قرائن سے یہ لگتا ہے اللہ تعالیٰ کو آنکھوں سے نہیں دیکھا مگر مانتے ہیں نشانات سے یہی پتہ چلتا ہے کہ شائد ظہور ہو گیا ہے' انہوں نے کہا کہ حدیث میں جو خبریں دی گئی ہیں کہ ظہور مہدی سے قبل جس طرح کے واقعات ہوں گے حالات تیزی سے اس رخ پر جا رہے ہیں یہ صرف میرا ہی نہیں اور لوگوں کا بھی خیال ہے' یہ بات میرے علم میں ہے کہ تبلیغی جماعت کا بھی یہی خیال ہے اور اس لئے جماعت کے کئی لوگ ہر سال حج کیلئے جاتے ہیں کہ وہاں امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ میری ظہور مہدی سے مراد شیعہ عقیدے کے مطابق نہ سمجھیں کہ وہ پوشیدہ ہیں اور ظاہر ہوں گے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ کوئی شخص مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ میں آکر وہاں ظاہر ہوگا اور لوگ بیعت کریں گے' یہ حالات سعودی عرب میں بہت نظر آرہے ہیں۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۷ اکتوبر ۹۶)

خوشخبری کے بعد

مظفر حسین رکن آل پاکستان ایجوکیشن کانگرس ڈاکٹر اسرار احمد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں "ابھی کچھ زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے امام مہدی کے ظہور کی خوشخبری سنا کر "پوری نام نہاد امت مسلمہ" "نام نہاد اسلامی ممالک" اور نام نہاد اسلامی اقوام" کیلئے سامان بشارت و مسرت کیا تھا اور ہم سمجھنے لگے تھے کہ "نام نہاد ملت اسلامیہ" کے دن پھرنے والے ہیں اور قیام خلافت بس چند سال کی بات ہے۔ لیکن ڈاکٹر صاحب نے جلد ہی دامن صبر کو ہاتھ سے چھوڑ دیا اور اب انہیں " یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ " کے امکانات زیادہ نظر آتے ہیں۔ شاید ڈاکٹر صاحب نے اپنے تازہ فرمودات کے مضمرات پر پوری طرح غور نہیں فرمایا۔ انہیں یاد ہونا چاہئے کہ ان کی تنظیم۔۔۔ اور تحریک خلافت اسی "نام نہاد امت مسلمہ" کا حصہ ہیں اور خدانخواستہ نام نہاد امت مسلمہ" ڈوبی تو تنظیم اسلامی اور تحریک خلافت کیلئے بھی ابھی کشتی نوح تیار نہیں ہوئی۔ نیز انہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ "نام نہاد امت مسلمہ" نبی کریم ﷺ پر ایمان بلکہ اس ایمان کی جزئیات تک کے بارے میں اس قدر حساس ہے کہ قادیانی اگرچہ موحد ہیں نبی کریم ﷺ کو رسول مانتے ہیں شریعت محمدیہ کی پیروی کرتے ہیں لیکن ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے کی بناء پر دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اور غیر مسلم شمار ہوتے ہیں اور ڈاکٹر صاحب نے جس "غیر مسلم لیکن موحد اور خدامست قوم" کا ذکر کیا ہے قادیانی اس پر ہر اعتبار سے پورے اترتے ہیں۔ اس لئے اگر کبھی انہوں نے قیام خلافت کا علم اٹھا لیا تو کیا ڈاکٹر صاحب اور ان کی تنظیم اسلامی اور تحریک خلافت ان کے ساتھ تعاون کریں گے یا محمد ﷺ کو خاتم النبیین ماننے والی "نام نہاد امت مسلمہ" کی ساتھ وابستگی کو ترجیح دیں گے ؟"۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 28 اپریل 98 اشاعت خاص)

والدین واقفین نو کیلئے ضروری اعلان

جملہ والدین واقفین و واقفات نو کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے بچے بچی کی وقف نو میں منظوری کے خط کی ایک ایک فوٹو اسٹیٹ کاپی دفتر شعبہ وقف نو قادیان کو بھجوائیں واقفین نو کا ریکارڈ نا مکمل ہے صدر صاحبان سیکرٹریان وقف نو مبلغین و معلمین کرام سے اس معاملہ میں خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

(نیشنل سیکرٹری وقف نو بھارت)

مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ مدراس کا سالانہ اجتماع

مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ مدراس کا پانچواں مقامی اجتماع نہایت شاندار طریق پر ۱۷ ر مئی ۹۸ کو احمدیہ مسلم مشن مدراس میں منعقد ہوا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

۱۷ ر مئی ۹۸ بروز اتوار صبح ۱۰ بجے اجلاس ہوا جس کی صدارت مکرم ایم بشارت احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ مدراس نے کی۔ مکرم سی ایچ شرف الدین صاحب کی تلاوت اور مکرم رحمت اللہ صاحب کی نظم خوانی کے بعد مکرم ایم نعیم احمد صاحب نے عہد خدام واطفال دہرایا صدر جلسہ کے علاوہ مکرم شیراز احمد صاحب قائد علاقائی تامل ناڈو اور مکرم پی ایم محمد علی صاحب نے خطاب فرمایا دعا کے ساتھ اطفال کے علمی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ ۳۰۔ ۱ بجے نماز ظہر و عصر جمع کر کے ادا کی گئی نماز کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ مدراس کی طرف سے دوپہر کے کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ جس میں لجنہ و انصار نے بھی شرکت کی۔

بعد ازاں تقسیم انعامات کی تقریب عمل میں آئی جس کی صدارت محترم جناب محمد احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ تامل ناڈو نے فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری اس حقیر مساعی کو قبول فرماتے ہوئے آگے بھی مقبول خدمتوں کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(رپورٹ مرتبہ : خورشید احمد خادم۔ معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مدراس)

ضلع وارنگل کے طلبا کے علمی مقابلہ جات

۱۰ ر جون ۹۸ کو جماعت احمدیہ تمڑپلی میں ضلع وارنگل کے علمی مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ اس پروگرام میں طلباء نے نہایت دلچسپی اور ذوق سے حصہ لیا۔ مقامی طلباء کے علاوہ وارنگل کی مختلف جماعتوں سے ۳۵ طلباء حاضر ہوئے۔ اس ٹورنامنٹ میں حسن قرأت نظم خوانی تقاریر۔ سادہ نماز۔ معلومات عامہ کے مقابلہ جات ہوئے جو صبح ۱۰ بجے سے شام ۵ بجے تک جاری رہے۔ اگلے روز صبح ٦ بجے تقسیم انعامات کی تقریب زیر صدارت مکرم محمد امام صاحب صدر جماعت احمدیہ تمڑپلی منعقد ہوئی۔ بعد ازاں خاکسار کے علاوہ محترم صدر جلسہ اور مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ کاتراپلی نے خطاب فرمایا۔

(سید رسول نیاز نائب نگران اعلیٰ آندھرا پردیش)

کانپور میں جلسہ سیرۃ النبیؐ

۱۲ ر اپریل کو کانپور یو۔پی میں لجنہ اماء اللہ نے جلسہ سیرۃ النبیؐ منعقد کیا۔ مکرمہ ساجدہ پروین صاحبہ کی تلاوت کے بعد عہد دہرایا گیا اور مکرمہ نیلم کوثر صاحبہ نے منظوم کلام خوش الحانی سے سنایا۔ ازاں بعد وسیم جہاں صاحبہ، شگفتہ ناز صاحبہ، شبانہ پروین صاحبہ، شبانہ شمیم صاحبہ، نشاط افروز صاحبہ اور محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ صدر لجنہ نے تقریر کی دوران جلسہ یاسمین آرا صاحبہ نے نظم پڑھی ناصرات کا جلسہ بھی لجنہ کے جلسہ کے ساتھ ہوا۔ جس میں بچیوں نے تقریر کی اور نظمیں پڑھیں۔ (شگفتہ ناز سیکرٹری لجنہ)

We offer professional service in buying, selling of properties for all your real Estate requirement in Bangalore and Karnataka
Contact:-
CHOICE REAL ESTATE
327 Tipu Sultan palace Road
Fort Banglore 560002, ☎ 6707555